

بند و کره

شہنشاہ جرمنی قسطنطنیہ

سیرجہ دوتلف
CHECKED 1986

Checked
1987

حافظ احمد سلیمان شوق مالک مطبع احمدی

پای ۱۸۹۹ء

CHECKED 1986

مطبوعہ مطبع احمدی یاسٹاپ

کوچہ بکترخانہ

قریہ کچھین

دن کو آفتاب اور رات کو مانتاب کی جلوہ انداز دہی ہو دنیا کو
 خاص دیکھی اور اگر یہ دو کو کسی مبارک منزل میں لے گیا جگہ
 نظر آئیں تو اسکی دلچسپیاں بہت زیادہ بڑھ جائیں گی اور ایسے قرآن
 مجہدی تقریم میں خاص دلچسپی سے نگاہ کی جائیگی اسکا مصداق اعلیٰ حضرت
 قیصر ولیم شاہنشاہ جہیں کافضلہ طیفین و رواد اور اعلیٰ حضرت سلطان
 محمد عبدالحمید خان صاحب چاند خدایتہ کے فرما سے اسکی کالیڈز کو شکست
 ایک مقام جمع ہونا ہر روز مشہد کی ایک تاریخی واقعہ سمجھا جاتا ہے
 اور موجود زمانہ کو اس سے خاص دلچسپی ہوا سنیے یہ کتاب مرقوں و حضور
 نواب محمد حامد علی خان صاحب بہادر فرما کر ریاست رامپور کے نام
 سے حضور کی گئی تاکہ جیسے وہ ایک تعظیمی واقعہ تاریخ کی عزت ہو جیسے ہی
 حضور پر نور کا نام نامی موقوف کے لئے سرمایہ عزت ہو۔

فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|----------------------------------|-----------|-------------------------------------|
| ۳۵ | ایام قیام قیصرین پولس کا انتظام۔ | ۱ | تمہید |
| ۳۶ | تصویر کشی کا اہتمام۔ | ۲ | قیصر چرمنی کا ورد و در دانیال۔ |
| ۳۶ | فرانس کی نسبت قیصر کی راج۔ | ۵ | قیصر کا داخلہ قسطنطنیہ میں۔ |
| ۳۷ | باشندگان قسطنطنیہ کو تحائف۔ | ۹ | دارالسفارت جرمنی میں قیصر کی دعوت۔ |
| ۳۷ | قیصر کے عطیات۔ | ۱۱ | ۱۸ اکتوبر کا ڈنر اور رات کی کیفیت۔ |
| ۳۷ | سلطانی تحائف کا تحفہ۔ | ۱۲ | ۱۹ اکتوبر کے حالات۔ |
| ۳۷ | قیصر کا حیفہ میں داخلہ۔ | ۱۳ | قیصر کی سیر۔ |
| ۳۹ | حیفہ کے حالات۔ | ۱۵ | رات کا وقت اور دریا کی سیر۔ |
| ۴۰ | سفر فلسطین کی ابتداء۔ | ۱۸ | ۲۰ اکتوبر کے حالات۔ |
| ۴۰ | مقام منظورہ کے حالات۔ | ۲۰ | کارخانہ ہر کہ کا ملاحظہ۔ |
| ۴۱ | بُجج انجیل سے روانگی۔ | ۲۳ | ۲۱ اکتوبر کے حالات۔ |
| ۴۲ | یافہ کا داخلہ۔ | ۲۴ | رسم سلاطین۔ |
| ۴۳ | یافہ سے روانگی۔ | ۲۵ | قیصر کے سامنے سلطانی فریج کا جائزہ۔ |
| ۴۴ | ۲۹ اکتوبر بیت المقدس کے حالات۔ | ۲۸ | ۲۱ اکتوبر کا ڈنر۔ |
| ۴۵ | بیت المقدس میں قیصر کا کیمپ۔ | ۲۹ | ۲۲ اکتوبر کے حالات۔ |
| ۴۵ | کینتہ القیامہ میں تشریف آوری۔ | ۳۰ | قیصر کی قسطنطنیہ سے روانگی۔ |
| ۴۷ | بطریق نیانی کی تقریر۔ | ۳۳ | سلطان کی قلعہ کو دہشتی۔ |

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|--------------------------------------|-----------|--|
| ۶۴ | جیران آفندی کے مکان کی سیر۔ | ۴۸ | ۳۔ اکتوبر بیت المقدس کے حالات۔ |
| ۶۵ | فوج دمشق کا جائزہ۔ | ۴۹ | جرمنی کینتہ المخلص کا افتتاح۔ |
| ۶۵ | نینو پلاٹی کا ڈر۔ | ۵۱ | قیصر کی اسپینج کینتہ المخلص میں۔ |
| ۶۶ | اڈریس منجانب اہل دمشق۔ | ۵۲ | مقبرہ داؤد علیہ السلام کی زیارت۔ |
| ۶۷ | قیصر کی اسپینج ٹون ہال دمشق میں۔ | ۵۳ | قیصر کو زمین عطا ہونے کا جلسہ۔ |
| ۶۸ | ۹ نومبر دمشق کے حالات۔ | ۵۴ | اسپینج قیصر وقت ہول اراضی عطیہ سلطانی۔ |
| ۶۹ | ۱۰ نومبر دمشق سے روانگی۔ | ۵۴ | تحائف باشندگان بیت المقدس۔ |
| ۷۰ | معلقہ زحلہ میں داخلہ۔ | ۵۵ | بیت المقدس میں گنہگار کی اجازت۔ |
| ۷۱ | بعلبک میں درود۔ | ۵۶ | مسجد عمر اور حوض سلیمان کی زیارت۔ |
| ۷۲ | اسپینج ناظم پاشا بروقت افتتاح۔ | ۵۷ | ۳ نومبر کے حالات۔ |
| ۷۳ | یادگار بعلبک۔ | ۵۸ | ۴ نومبر بیت المقدس سے روانگی۔ |
| ۷۴ | الاربیروت کا داخلہ اور جرمنی روانگی۔ | ۵۹ | ۵ نومبر بیروت کا داخلہ۔ |
| ۷۵ | ۶ نومبر بیروت کے حالات۔ | ۶۰ | ۶ نومبر دمشق کو روانگی۔ |
| ۷۶ | ۷ نومبر دمشق کو روانگی۔ | ۶۱ | دمشق میں درود۔ |
| ۷۷ | ۸ نومبر دمشق کو روانگی۔ | ۶۲ | مسجد امویہ کی زیارت۔ |
| ۷۸ | ۹ نومبر دمشق کو روانگی۔ | ۶۳ | اسعد پاشا کو محل کی سیر۔ |



مؤلف کا التماس

نہ میں کوئی انگریزی کا فاضل اور نہ عربی کا عالم ہوں۔ خاص رامپور کا باشندہ اور یہیں نشوونما پائی۔ تالیف و تصنیف ایک نہایت اہم کام ہے اور میں یقینی طور پر سمجھے ہوئے ہوں کہ چھپتے تالیف و تصنیف کی لیاقت نہیں ہے۔ میرے مربی اور محسن عالیجناب علی نقاب حکیم محمد اجل خان صاحب بہادر دام قہار نے حکم دیا کہ شہنشاہِ بزمی کے سیر و سفر کے حالات تمام انگریزی، عربی، ترکی اور اردو اخبارات سے جمع کروں اور کتاب کی صورت میں ترتیب دیکر پیش کروں۔ البتہ کہ امتثالاً للاحرام و انقیاداً للحکم میں نے اس رسالہ کو اپنی تہلک کے موافق جمع کر لیا۔ اور اب نہایت ادب سے جناب ممدوح الصدر کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

خاک

حافظ احمد عینیان شوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشاہ جرمنی کا سفر قسطنطنیہ

تہذیب

ہندوستان کی اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد اگر کسی اسلامی سلطنت کو دہوتراجا تو وہ ترکون کی حکومت ہے۔ مسلمانوں کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتے ہوئے صرف قسطنطنیہ مرکز پر ٹھہر گیا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اہل اسلام اُس سلطنت عظمیٰ سے دلی تعلق ہے۔ عموماً اُس کے رنج کے ساتھ مسلمانوں کو ملال ہونا اور اُس کی خوشی کے ساتھ شادمانی کے تقارے بجانا ایک قدرتی بات ہے۔ یورپ کی سلطنتوں کی روز افزون ترقی نے اہل اسلام کو سلطنت قسطنطنیہ کی طرف سے بہت کچھ مضطرب کر رکھا ہے۔ لیکن شاہنشاہ جرمنی کی دوستی نے ایک طرح کی ڈھارس دلا رکھی تھی۔ اب یقین کامل ہو گیا کہ مسلمانوں کی ہمدردی کرنے والے یورپ میں بھی موجود ہیں اس کی تصدیق کے واسطے ولیم دوم قیصر جرمنی کا سفر استنبول کافی ہے۔ یورپ کے اخبار بظاہر اس

اتحاد اور رسم کو کچھ اور ہی مطالب پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن باڑنے والے اڑھی گئو کہ وہاں
اصلی کے خلاف انکی تحریروں کے کس قدر کہسیان پن برسا ہے۔ مگر اس معاملے میں قابل الزام ہی
نہیں بلکہ سلطان کی دوستی کو مفاد علی الاکثر اب جرمنی کے واسطے مخصوص ہو گئو۔ اور دیگر
طاقتہائے یورپ نے خود اپنے پیرین نگہاڑی ماری۔ سلطان پر چاروں طرف سے کچھ ایسی برعنوانیوں
و باؤڈا لے گئو کہ انہیں کھلم کھلا اپنے پرانے دوست رسم اتحاد بڑھانے کا موقع ہاتھ آیا
جرمنی سے سلطان کی دوستی کوئی جدید بات نہیں ہے۔ امیر المؤمنین کی فوج میں اکثر
فوجی عہدہ دار انجینئر اور حاکم مدت جرمنی موجود ہیں۔ بلکہ طلبائے سلطنت بھی تعلیم کی غرض سے
جرمن ہی بھیجے جاتے ہیں۔ بہر حال سلطنت عثمانیہ کی حالت موجودہ کا یہی اقتضا ہے کہ
وہ یورپ میں اپنے سچے دوست اور بھی خواہ پیدا کر لے۔ اور خدا کے فضل سے انہیں ایک
لائق دوست مل گیا۔ اب ہم مفصل طور پر آگے شاہنشاہ جرمنی کے سفر کے حالات اور سلطان المظہر
کی مہمان نوازیوں کے دلچسپ بیان لکھتے ہیں۔

شاہنشاہ جرمنی کا ورود در انیال

قیصر جرمنی نے جب دعوت عثمانیہ قبول کی اور تاریخ روانگی مقرر ہو گئی اسی روز سے سلطنت
عثمانیہ نے اپنے مہمان واجب التعمیم کو واسطے ہر طرف اہتمام شروع کر دیا۔ شہر میں تمام گلی کو چوڑا
صاف ہوئے۔ عمارتوں کی مرمت ہو گئی۔ گلی ٹھیکرین سے کنگین شام کو محالک میں جہان جہان قیصر کی سیاحی کا
ارادہ تھا ہر جگہ ٹھیکر کوئی دوستی لپونکی تعمیر اور عمارتوں کی آراستگی ہونے لگی۔ تہریہ سبکی بھی مرمت ہوئی اور بعد میں
۲۷ اکتوبر کو نماز شروع ہوئی مسجد مدت بیکار پڑی تھی۔ سرکاری طور پر پہلے یہ بات طے ہو چکی تھی کہ وہیں نواز
قیصر اور شاہنشاہ گیم کو لیکر ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دوشنبہ کو دن ظہر کے وقت نہر یغورس میں پہنچ گیا
اسی بنا پر فرمان شاہی در انیال کے قلعہ سلطانیا کو پہنچا کہ قیصر کو استقبال کو واسطے تیار رہو۔

خاص قسطنطنیہ سے ۱۴ اکتوبر کو شام کے وقت عزالدین نامی شاہی کشتی حیدر پاشا و کشتی
آف دی کونسل آف اسٹیٹ - توفیق پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن - شاکر پاشا فیلڈ مارشل - طرخان
پاشا ممبر کونسل شاہی - سلیم پاشا انسپکٹر جنرل معدنیات و جنگلات - فیلڈ مارشل قابضو
پاشا برگیدیر - احمد علی پاشا - ابراہیم بی مہتمم سرشتہ خلعت و تواضع اور بہتے اور دوا
لیکد استقبال کے واسطے روانہ ہوئی - یہ کشتی شنبہ کی شام کو قلعہ سلطانیہ واقع در فانیال
مین پہنچ گئی - اور ۱۶ اکتوبر کو لورلی بیرن مارشل بریٹن اور جرمنی سفیر وہان داخل ہوئے
اسی وقت سے شاہنشاہ کی آمد آمد میں لوگ مضطرب دریا کی طرف بار بار دیکھتے تھے - یک شنبہ کا
تمام دن انتظار ہی انتظار میں گذر گیا - اسکے بعد خبر ملی کہ آب و ہوا کی ناموافقیت سے شاہی جہاز نڈی
نامی جزیرہ کی طرف مڑ گیا جو یونانی علاقہ ہے - اسلئے تشریف آوری وقت مقررہ سے گذر کر
ظہر کے بعد قرار پائی -

بعد ظہر دو شنبہ کو دن شاہی جہاز در وانیال میں داخل ہوا - ہر تھا اور پہلا دو جنگی کشتیاں جہاز
تین - جرمنی سیاح بہت ایک کشتی میں سوار ہو کر در وانیال پہنچے تھے - شاہی جہاز کو دیکھ کر
تمام حاضرین نے فرح سے خوشی بلند کئے - اور اس طرف سے جرمنی ملا حین نے جواب دیے -
اسکے داخلے کے ساتھ ہی استقبال کی جماعت ہو بن زور ان جہاز میں پہنچی - اور شہنشاہ اور
شہنشاہ بیگم کی خدمت میں باریابی حاصل کر کے تشریف آوری کی تہنیت ادا کی - اور اپنے
آقا سے نامدار اعلیٰ حضرت سلطان اعظم کی طرف سے سلام پہنچایا - شاہنشاہ اور شہنشاہ بیگم
ان عہدہ داروں پر شاہانہ نوازشیں فرمائیں - کل عہدہ دار پوری در دی پہنچے ہوئے تھے -

Helena - Hertha - Von Beberstein - Loreli
- Hohenyollern

عہدہ دارون کی باریابی کے ساتھ ہی مسعودیہ جمیلہ - نجم شوکت اور حفظ الرحمن نامی جنگی جہازوں نے سلامی شروع کی اور ہر تہا اور مہلا جرمنی جنگی جہاز بھی سلامی اڑانے لگے

شہنشاہ جرمنی کا داخلہ قسطنطنیہ

یہ امر پہلے ہی طے ہو لیا تھا کہ شاہی جہاز نو بجے منگل کے دن ۱۸ اکتوبر کو طولیہ باغچہ کے سامنے باسفورس میں لنگر انداز ہوگا۔ قسطنطنیہ میں منگل کے دن خوب دن نکلا بھی نہ تھا کہ سارے شہر کی خلقت جوق جوق بٹکاش کی طرف جانے لگی۔ آدمیوں کی ایسی کثرت تھی کہ تمام شاہراہیں بہرگینیں۔ شرکون پر کسی جگہ تلّ دہرنے کی گنجائش نہ تھی۔ طولیہ باغچہ سے لیکر محل یدیز تک دورویہ جقدر مکانات و دوطرفہ بین انتظار میں بقرار آنکھوں سے بہرے پڑے تھے۔ راستہ کے دو بنے بائیں جقدر باغات ہیں انہیں بھی سر ہی سر نظر آتے تھے۔ جوت اور مردوں کے مختلف الانوان و اقسام لباس سے بلبا سببا غصہ یہ حالت معلوم ہوتی تھی گویا کسی ہرے ہرے باغ کے سرسبز اور خوشنما دامن پر طرح طرح کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔

ساڑھے آٹھ بجے جرمنی اور عثمانی جنگی جہازوں کے بادبان نظر آنے لگے۔ آگے آگے غزالہ تہا اور شہنشاہ کا جہاز اور کشتیوں کو جہرٹ میں باسفورس کے نیلے اور خوشنما سطح پر رد و رفتار ادا سے خرامان خرامان چلا آتا تھا۔ ہنوز مہمان واجب تعظیم کی سواری ساحل تک پہنچ چکی کہ امیر المومنین خلد اللہ ملکہ کی سواری بڑے احتشام اور استقامت سے مجلس سرے یدیز سے طولیہ باغچہ کو روانہ ہوئی۔ جلوس ہمایون ساحل پر پہنچنے سے پہلے سلامی کے فیرون نے قیصر کی آمد کی خبر شہر کر دی۔

ہو جن زورن جہاز آٹھ بجے ۵ منٹ پر طولیہ باغچے کے سامنے لنگر انداز ہوا۔ اور اُس کے دائیں بائیں ہر تہا اور مہلا جنگی کشتیوں نے لنگر ڈالا۔ لنگر کے ساتھ ہی پہلے سلیمہ بارک سے سلامی شروع

ہوے۔ اسکے بعد ہر تہا اور ہٹلا سے بھی سلامی کے فیروز ہونے لگے۔ کنارہ پر کی سلطانی باڑیوں نے بھی فیروز شروع کئے۔ بندرگاہ کے کل جہاز خوب آراستہ تھے اور اپنے جہت دیان لگائی تھیں۔ ہر جہاز کے مستول پر عثمانی اور جرمنی نشان لہرا رہا تھا۔ ملکہ معظمہ قیصر ہند کا ایوگن سلطانی جہاز جو حال میں تہرا پایا سے آیا ہو۔ نیمفی دوسرے برٹش جہاز کو مقابل خوب آراستگی سے کھڑا تھا۔ سوانو بجے قیصر ولیم اپنے جہاز سے اتر کر خاص سلطانی کشتی میں سوار ہوئے اور طولیہ باغچہ کا رخ کیا۔ اس وقت بھی تمام سلطانی توپ خانوں سے سلامی ہوئی۔ شاہ کے بعد جانبین کے عمائد اور افسر کشتیوں میں سوار تھے۔ دریا میں دونوں کشتیوں میں ترکی افسر اور پولیس کے سپاہی کھڑے تھے اور ایک ٹرک سی بنائی تھی۔ ہر طرف چیز کی آدائین آتی تھیں۔

قصر طولیہ کے کنارے امیر المومنین اپنے شہزادوں۔ امرا۔ وزرا اور عمائد کے درمیان میں استقبال کے واسطے رونق افروز تھے۔ سرداروں میں بہت سے جرمنی تھے جو سلطان کے ملازم ہیں قیصر جب کشتی سے اترے سلطان نے شہنشاہ بیگم اور قیصر سے ہاتھ ملایا اور امیر المومنین بیگم کو اپنا بازو دیکر مع قیصر کے ایک شامیانہ میں لے گئے۔ اس جگہ تھوڑا سا قیام ہوا اور سلطان نے وزیر اعظم مارشل فواد پاشا۔ شہزادگان۔ کونسل سلطنت کے ممبر۔ وزراء سلطنت۔ اور امرا سے ملک کو پیش کیا۔ اس طرح قیصر نے اپنے افسر و کھوسلطان حضور میں پیش کیا۔

اسکے بعد سلطان چار گھوڑوں کی گاڑی میں جنرل پشتیر تھے مع شامیانہ بیگم کے سوار ہو کر ملینز کو شک کوروانہ ہوئے۔ بیگم شہید ہاتھ کو تھیں اور مینہ پاشا لاٹوچبر لین ترجمانی کے واسطے سامنے تھے۔ سلطان کی گاڑی سے دو سو میٹر کے فاصلے پر قیصر ولیم کی گاڑی تھی۔ قیصر ہونزار

- Imogen & - Hampshire

امپریل گارڈ کی وردی پہننے تھے اور بہت ہی خوش معلوم ہوتے تھے اُنکے سامنے وزیر اعظم مارشل نواد پاشا اور وکٹر آف الینا بیٹھے تھے۔ اسکے بعد بہت سی گارڈیوں میں قیصر کا اسٹاف۔ ترکی افسر۔ جرمن کے سفیر۔ سفیروں کا اسٹاف اور دیگر معزین تھے اور ہر عرصہ وار جرمنی کے ساتھ ایک ایک دو دو ترکی افسر شریک تھے۔ راہ میں شہنشاہ کو دونوں طرف جھک جھک کر چیز قبول کرتی جاتی تھیں۔ یہاں سے روانگی کے وقت پہلی سلامی ہوئی اور مینڈ نے نیشنل انیتھم جرمنی کا بجایا۔ گارڈیوں نے چاروں طرف خاص سلطانی بادی کے سوار بطور اردلی تھے۔ طومرہ باغچہ سے یلدرم کو شک تک دور وید فرج صفت کھڑی تھی۔ محل شاہی کے بڑے دروازے کے باہر البانیا کی ایک کمپنی سفید وردی پہننے چسپریاہ کام تھا اور سرخ کمر بند باندھے دران سوروسے کھڑی تھی۔ قصر سلطانی میں سلطان کی بادی گاڑ دی اور البانیا کی کمپنی نے پرینٹ آرم کی سلامی دی۔ قیصر ولیم اپنے محل قیام میں تھوڑی استراحت کے بعد امیر المومنین کی بازوید کو روانہ ہوئے۔ مابین ہایونی کے مقام استقبال سلطان نے اپنی مہمان کا استقبال کیا۔ ۴۵ منٹ تک باہم تخیل کی صحبت رہی۔ اس صحبت میں بجز برنٹ ماسٹر جم اول دارالسعادت جرمن کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ سوائے خدا کے حکیمو نہیں معلوم کہ کیا گفتگو ہوئی۔ پون گھنٹے کے بعد شہنشاہ اپنی قیام کے محل میں واپس تشریف لائے۔ تھوڑے عرصے کے بعد سلطان المعظم نے بازوید فرمائی۔ اس وقت نجی تخیل تھا البتہ منیر پاشا جو سلطان کے خاص مترجم ہیں موجود تھے۔ موجودہ قصر شہنشاہ کو قیام کو واسطے اسی محل کے قریب ہی پہلی تشریف آوری کے وقت تعمیر ہوا تھا۔ لیکن اس محل میں اس پرانے محل سے بہت بٹا فرق ہے۔ محل جدید کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جدید قصر کی پیمائش

دوسو میٹر ہے اور طول چپاسی میٹر۔ خاص شہنشاہ اور بیگم کے واسطے چودہ بڑے بڑی ہالیں
باقی ہال اسٹاف وغیرہ کے واسطے ہیں۔ بڑے کمرے میں ایک ملاقات کا کمرہ ہے۔ اسکا طول
۱۲ میٹر اور عرض ۱۵ میٹر ہے۔ پورے کمرے میں ایک ہی طرح کے قالین کا فرش ہے۔ یہ قیصر
اعلیٰ سے اعلیٰ ایرانی قالین سے نفیس اور نادر ہے۔ قسطنطنیہ کو خاص ہر کہ نامی کارخانہ میں تیا
ہوا ہے۔ اور تمام دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اسکی عمدگی کا اس امر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ
ایک سال کے عرصے میں پورے ایک ہزار کاریگر دن نئے بنایا ہے۔ کل محل نہایت اعلیٰ درجے
کی فرنیچر اور بیش قیمت سامان سے آراستہ ہے۔ یہ وہ سامان ہے جو سلطان عبدالحمید خاں
عبدالعزیز خان کے وقت سے جمع ہوتا چلا آتا ہے۔ اگر کسی نمائشگاہ میں یہ سامان رکھا جائے
تو وہاں کی کل بیش قیمت اوفیس چیزوں کی قیمت کہیں زیادہ ہوگا۔ ایک ایک کرسی کم از کم
ہزار ہزار پونڈ کی ہوگی اور اسکے قریب بلکہ کچھ زیادہ ایک ایک پردہ کی قیمت ہے۔
اس مختصر بیان سے ناظرین محل کی آرائش کا خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

اس کمرے میں سب سے نادر اور عجیب قندیلوں کے تین جہاز ہیں جو چہت میں آویزاں ہیں۔ ان میں سے
ایک کی بھی قیمت کا تخمینہ کرنا ناممکن ہے اسلئے کہ وہ بلور کی نہیں ہیں بلکہ نہایت نفیس اور بیش قیمت
جواہر سے آہنیں بنایا ہے۔ جواہر کو اس ترکیب سے جوڑا ہے اور کچھ ایسی نادر صنعت کے رنگوں کو
ملایا ہے کہ قیاس کام نہیں کرتا۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی نمائش اور از شرق تا غرب کسی بادشاہ
کے محل میں ایسی چیز نہیں ہے۔

کمرے کے وسط میں ایک گلدان رکھا ہوا ہے جسکو بجائے خود ایک ستون کہنا چاہیے۔ یہ گلدان
خاص شاہی کارخانے میں جو محل حمیدی کے اندر ہے تیار ہوا ہے۔ گلدان کے اطراف میں جنگم
دیوان کے نقشے عجیب و غریب صنعت سے بنائے ہیں ہر طرف نقش و نگار ہیں اور ان میں بہت

کام بنایا ہے اور خالص سفید سنگ مرمر کام میں لائے ہیں۔ دارالسفارت جرمنی میں قیصر کی دست

۱۸۔ اکتوبر کو یعنی درود قسطنطنیہ کے دن ایک بجے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دارالسفارت جرمنی میں تشریف لے گئے۔ دونوں نے دو پہر کا ناشتہ وہیں کیا۔ دولت عثمانیہ کے جرمنی شہنشاہ نے کہا نے کے بعد قیصر کی خدمت میں ڈپوٹیشن اور اڈریس پیش کیا۔ اڈریس ہرن کی کہاں پر لکھا تھا اور جلد رد پہلی کام کی محفل کی تھی۔ جلد پر ایک جانب تاج شہنشاہی، عقاب اور طلال تھا اور دوسری طرف محلہ غلاط اور آستانہ علیہ کر ایک محلہ کی تصویر تھی۔

شہنشاہ نے ڈپوٹیشن پر بہت ہی نوازشیں فرمائیں اور یہ اسبجج بھی۔

دو بجے یہ بات دیکھنے سے نہایت ہی مسرت ہوئی کہ جرمنیوں کی جماعت یہاں برابر ترقی اور کامیابی حاصل کر رہی ہے اور اسی طرح مجھے اپنے دوست سلطان اعظم کی زبانی یہ امر معلوم ہونے سے خوشی ہوئی کہ حکومت عثمانیہ کو احترام اور برتاؤ میں تمہارا طریقہ پسندیدہ اور نہایت اچھا رہا۔ جس طرح کہ چند صوبائی اقوام نے جو یہاں میں انکے رستہ میں مشکلات پیدا کرنا شروع کر دی تھیں ان سے اس راہ میں کوئی دقت نہیں پیدا کی۔ تمہارے باب میں مجھے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ تم میری دوست اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو۔ تم کو چاہیے کہ اپنی اور زیادہ کامیابی کے لئے کوشش کئے جاؤ اور اسکے ساتھ ہی میری دوست اعلیٰ حضرت سلطان آل عثمان کی بھی سچی اور خالص محبت تمہارے دل میں موج زن رہے۔

اہل جرمن کے اڈریس کو بعد باشندگان سوئٹزرلینڈ میں قسطنطنیہ زیر حمایت جرمنی کا اڈریس پیش کیا اور قیصر نے اُس کا یہ مختصر اور معنی خیز جواب دیا۔

دو میں اس برتاؤ سے جو یہاں مجھے بڑا گیا نہایت ہی خوش ہوا۔ جو ایسی بیٹے ٹرکی کے

ساتہ برقی ہے یہ وہی پالیسی ہے جس پر مجھے پہلے میرے جد امجد کا رتبہ اب وہ اپنا اثر
 دینے لگی ہے۔ ان دوستانہ روابط سے جو مجہدین اور اعلیٰ حضرت سلطان مین مین یہ بات
 ثابت ہو گئی ہے کہ دو ایسی قوموں مین جو بلحاظ جنسیت و مذہب مختلف ہوں ایسا مستحکم اتحاد
 ہو سکتا ہو جس سے وہ باہم ایک دوسرے کی مدد اور مساعرت کے لئے تیار اور آمادہ رہ سکیں
 چار بجے شہنشاہ دارالاسفارت سے مکتب عربی عثمانیہ مین تشریف لے گئے۔ شہنشاہ کلج پور کی
 ملاحظہ مین مصروف رہو اور شہنشاہ بیگم نے جرمنی شفا خانہ کا معائنہ کیا۔ اسکے بعد دونوں نے
 ملکر جرمن کلب ملاحظہ کیا اور رہائے جرمنی اسکول کو گئے۔ یہ اسکول گالاٹا منار کوڑھیا
 اور یہ ایک تاریخی منار ہے۔ سلطان کی خاطر مدارات کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہو کہ اس منار
 پر سلطانی نشان کو بھلو مین جرمنی نشان بھی اڑ رہا تھا۔ جب کہ قسطنطنیہ مسلمانوں نے فتح کیا
 آج تک کہی اس منار پر کسی عیسائی قوم کا نشان نہیں لگایا گیا۔ اسکول مین چوٹی چوٹی عمر
 طلبا نے استقبال کے وقت جرمنی قوم کے گیت کے ساتھ سلام حمیدی کو ملا کر گایا۔ گیت کرشمہ
 قیصر نے یہ تقریر کی۔

درجہ تمہارے اس سلام حمیدی کو جرمنی قومی گیت کے ساتھ ملا کر گانے سے بہت ہی
 تعجب ہوا۔ لیکن چونکہ تم یہاں دوسرے ملک مین ہو لہذا یہ تمہارا فرض ہے کہ تم سلام حمیدی
 جرمنی گیت کو باہم منظم کر دو۔ اس لئے کہ میرے دوست اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خلد اللہ ملک
 مکتوت ہانہ نواز شمس کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور انکی بدولت تم اسی طرح رہتے ہو جو طرح
 وطن مین شہنشاہ جرمنی کی زیر رعایت رہتے۔

جس راہ سے سواری گزرتی تھی تمام شرکین اور مکانات کی چیتیں آدیوں پہر جاتی تھیں
 اور دور دیہ فوج صف بستہ کھڑی ہوتی تھی۔ پولس کا اہتمام خاص طور پر تھا اور مشتبہ

لوگوں کی پوری نگرانی ہوتی تھی۔ شہر کے دوکانداروں نے بھی اپنی دوکانوں کی بہت اچھی
زیبائش کی تھی۔ غرض کہ مغرب سے ذرا پیشتر شہنشاہ کی سواری محل یلدریم پہنچی۔

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء کا ڈنراور رات کی کیفیت

ابھی آفتاب عالم تاب کی دُوبھی ہوئی کمین پورے طور پر غائب نہ ہونے پائیں تھیں کہ مجلسِ
یلدیز سے چکرار شاعین آنکھوں میں خیرگی پیدا کرنے لگیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کے
عوض کئی آفتاب۔ مانتاب اور ستار اُدبھے اُونچے بڑھ اور سرسبز باغوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔
روشنی کے عکس میں جا بجا سلطنت کے نشانوں کے پہرے اُڑتے ہوئے ایک عجیب
دلکش سماں پیدا کرتے تھے۔

محل شاہی میں دعوت کے کمرے میں بہت ہی بڑا ہستماں تھا۔ کل ڈیڑھ سو آدمی کہاںے میں
شریک ہو جن میں جانبین کے دُزرا۔ امرا اور افسر شامل ہیں۔ پھلی میز کے سرے پر امیر المومنین
تشریف فرما تھے اُنکے سیدھے ہاتھ کو شہنشاہ بیگم اور بایں ہاتھ کو قیصر بیٹھے تھے۔ شہنشاہ بیگم کے
بازو پر کوئٹش برادہ رکھنے والی معتمد پشی تھیں اور کوئٹش کے بازو پر موسیٰ و دیو جرم کا وزیر خاں
تھا۔ شہنشاہ کے بازو پر صدرِ اعظم سلطنت عثمانیہ تھے۔ باقی حسب مراتب یکے بعد دیگر
افسر اور لیڈیان تھیں۔ دوسری اور تیسری میز پر دونوں طرف کے اور عہدہ دار تھے۔ کہا نا
آٹھ بجے شروع ہوا اور دس بجے ختم ہوا۔ شاہی مجلس اسے یلدریم کا بند کھانے کے وقت
براہِ تجارت ہا۔ اس دُز کے واسطے سلطان نے تین تمغے تیار کرائے تھے۔ تمغوں کے بیچ میں
سلطان کا طعرا ہی۔ اور ترکی میں یہ عبارت درج ہو۔

۱۹ ستمبر

دو ملاقات عبدالحیپ رخاں ثانی باہر طور المانیہ دلیم ثانی در قسطنطنیہ دفعہ ثانیہ فی غرہ جمادی الاول
اور دوسری طرف رگدھ کی صورت ہی جو جرم کا نشان سلطنت ہی۔ سلطان نے دُز کے بعد

ایک تمغہ شہنشاہ کو اور شہنشاہ بیگم کو پہنایا اور ایک خود پہنا۔

ڈنر سے کچھ پہلے قیصر نے جنرل وائلز کے ہاتھ حضورِ سلطانی میں تین مورتیں ہدیہ بھیجیں۔ ان میں سے ایک مورت قیصر کے دادا ولیم اول کی ہے۔ ایک قیصر کی دادی گستا کی ہے۔ تیسری مورت خود شہنشاہ کی ہے اسکا طول ۹۴ سنٹ میٹر ہے۔ اور قیمتی معدنیات سے تیار ہوئی ہے۔

مورٹون کے علاوہ ایک فریڈرک اکبر کا عصا ہے۔ اسکی خاندان ہونٹنر لو (جسکی نسل میں قیصرین) اپنی تمام آثارِ قدیمہ میں سے بہت بڑی چیز سمجھتا ہے۔ شہنشاہ بیگم نے سلطان کو بہت بیش قیمت اونیفس چائے کا سٹ ہدیہ دیا اور سلطان نے شہنشاہ بیگم کو بے اعلیٰ قسم کا کوٹ برنگا (ماس کا برنچ) دیاجسکی قیمت کا تخمینہ چار ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔ اور انکی دو خامدہ ٹیڈی بکس ہیرے کے برہمچ عطا کئے

کہانے کے بعد تمام مہمان بامین ہابیونی کے مخصوص زمینے پر پہنچے۔ جہاں سے جامع حمیدی کے گرد کی روشنی اور آرائش کی سیر کی۔ اس میدان سے جامع حمیدی کے مغرب میں واقع ہے اس باغ ناک جہیں سوقِ شفقت کی نمائش ہوتی تھی تمام میں روشنی تھی۔ شہنشاہ نے بھی اس روشنی کی سیر کی۔ اسوقت قیصر تمغہ خاندان آل عثمان اور مرصع کار تمغہ امتیاز لگائے ہوئے تھے۔ اور شہنشاہ بیگم مرصع کار تمغہ شفقت پہنے تھیں۔ روشنی کی سیر کے بعد شہنشاہ قیصر نے اپنی استقبال احترام اور اخلاق و تواضع کی بابت سلطان کا شکریہ ادا کیا اور زیرِ بار منت ہونے کا اعتراف کیا۔

ضیافت کا دوسرا دن ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء شنبہ

قیصر جرمن کی ضیافت کی پہلی رات راحت و مسرت سے ختم ہو چکی۔ اور اب چار شنبہ کی صبح ہوئی شہنشاہ بیگم نے عصمت مآب والدہ اعلیٰ حضرت سلطان اعظم حرمِ سلطانی اور دیگر سلطانیات کی

ملاقات کی غرض سے عرم سراے سلطانی کا رخ کیا۔ اور وہاں انکی شان اور تہ کو موافق
مراسم استقبال ادا ہوئے۔

شہنشاہ تہوڑی دیر تک قصر الضیافت میں ٹہرے رہے اور ساڑھے آٹھ بجے صبح کو ایک
شاہدار جلوس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مشیر شاہ کرپاٹا۔ مشیر قاضی فریادشاہ۔ توفیق پاشا
سفیر سلطانی متعینہ برلن۔ برگسٹیر احمد علی پاشا۔ ایڈیکانگ سلطانی ناصر پاشا اور چند
دیگر اہلکار جلوس میں تھے۔ حسب معمول شاہی باڈی گاڑو اردلی میں تھا۔ اس شان و شکوے
سواری طولہ باغچہ میں داخل ہوئی۔ حسب قاعدہ فوج اور میٹہ کی سلامی ہوئی۔

طولہ باغ سے فقیر ایک خاص سلطانی کشتی میں سوار ہوئے شہنشاہ کا شان لگا ہوا تھا اور
سات پتواروں سے کام ہو رہا تھا۔ قیصر کا اور اسٹاف دوسری کشتیوں میں سوار ہوئے جن میں
یا پانچ پانچ پتوار تھے۔ تشریفہ نامی کشتی آگے آگے تھی اور سلطان کی کشتی کے ساتھ پیچھے
سب کشتیاں تھیں بندرگاہ کے کل سلطانی و دیگر جہازوں نے جہنڈیوں کے ذریعے سلامی
یک کشتیاں پہلے کو بری سے ہوتی ہوئی خلیج ایوب تک گئیں اور پہرہ مانے کو لڈن ہارن میں جہاز
کار خانے پر سے گزریں۔ یہاں عثمانی جہازوں کا کل بڑے مضبوط کھڑا تھا۔ اور تمام سبھی نو
جہازوں پر کھڑی ہوئی بہت زور و شور سے چوق ریشا کو نعرے لگا رہی تھی۔ یہاں سے کشتیاں
آہستہ آہستہ گودی بوب میں داخل ہوئیں اور سلامی وغیرہ کے کل مراسم ادا ہوئے۔

ساحل پر اتر کر قیصر صطبل عامرہ کے ایک بہت نفیس گھوڑے پر سوار ہوئے جسکی قیمت کا اندازہ
دوڑھ ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔ باقی اور سبھی بھی سلطانی صطبل کے گھوڑوں پر سوار ہوئے
اور سب جلوس استنبول کی بیرونی فصیل تک گیا۔ پہرہ مانے کے دروازے پر موتا
یدی قلعہ پر پہنچا۔ فصیل قلعے کی سیر کے بعد یہ جماعت پہرہ اور نا کے دروازے پر واپس آئی۔

یہاں گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ گھوڑوں نے اتر کے سب یہاں گاڑیوں میں سوار ہوئے اور سلطان محمد فاتح کی قبر کے راستے سراج خانہ باشی۔ شاہزادہ باشی۔ درخجندہ وغیرہ راستہ ملتے ہوئے سرکچی نامی اسٹیشن پر بارہ بجے پہنچے۔ یہاں تشریفہ نامی کشتی تیار کھڑی تھی۔ حاجت کشیوں میں سوار ہو کر طولہ باغچہ ٹھنچی۔ اور وہاں سے گاڑیوں میں سوار ہو کر مجلس آئینہ یلدرم میں آگئے۔

شہنشاہ بیگم کی سیر

شہنشاہ بیگم حرم سلطانی سے نوبجے کے بعد طولہ باغچہ میں تشریف آئیں۔ طولہ باغچہ سے ریسر نامی کشتی میں سوار ہو کر بکریگ کے محل کو گئیں۔ محل میں گارڈ آف آرمز موجود تھا۔ تھوڑی دیر کی آٹرا کے بعد تمام محل کی عجیب و غریب آرائش کی سیر کی۔ وہاں سے گاڑی میں سوار ہو کر بکریگی باغچہ راستے سے چاہچہ میں تشریف فرما ہوئیں۔ یہ وہ نہر ہے کہ اپنی صفائی اور شیرینی میں مشہور عالم اسجد چار نوشی کے بعد نہر کے منبع تک گئیں اور وہاں سے پایادہ پہاڑ کے اوپر چڑھ کر دوپین دریا سے گرد و پیش کا دلفریب منظر ملاحظہ کیا۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر محل بکریگ میں واپس آئیں اور ریسر کشتی میں سوار ہو کر طولہ باغچہ میں آئیں۔ طولہ باغچہ سے گاڑی میں سوار ہو کر ساڑھے بارہ بجے سلطانی محل میں آگئیں۔

طولہ باغ سے لیکر مجلس آگ ہزار دن عورتین دورویہ کھڑی تھیں اور چوقہ ریشا کہتی تھیں۔ شہنشاہ اس اظہار محبت سے بہت ہی خوش ہوئیں اور وہ اپنے سر جو ہار عورتوں کو بخشو سلام کیا۔ مجلس آئینہ ٹھنچے کے بعد وہ سیدہی قصر الضیافت کو تشریف لگیں۔ شہنشاہ پہلے ٹھنچے چکے تھے اور کہاں کے واسطے شہنشاہ بیگم کا انتظار کر رہے تھے۔ کہانے کے بعد سفرائی دول اور انکی لڈیوں کو شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی حضوری میسر ہوئی۔

رات کا وقت اور دریائی سیر

غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں سلطانی گاڑی میں سوار ہو کر پورے جلو سک کے ساتھ طولہ باغچہ میں پہنچے۔ قیصر اور بیگم اس دھانی کشتی میں سوار ہوئے جو وہیں زولرن جہاز کے ساتھ آئی تھی باقی عجمی اور کشتیوں کے ذریعے سے جرمنی سفارت لورلی جہاز پر گئے۔ اس جہاز نے قیصر کو آبنائے سے بحر اسود کے مدخل تک باسفورس کی سیر کرائی۔ جو وقت لورلی جہاز بحر اسود کے مدخل پر پہنچا دو روزیہ قلعوں اور نو پنجانوں سے سلامی کے شک کے چلنے لگے۔ رات کی وجہ سے یہاں کی کل فوج نے رنگ رنگ کی مہتابیں روشن کیں اور اس روشنی سے ایک عجیب و غریب لکھن سین ہو گیا تھا۔ شاہی جہاز نے آبنائے سے مدخل کو دو دورہ کئے تاکہ روشنی کی پوری سیر قیصر دیکھ لیں۔ گھنٹہ بھر کی سیر کے بعد جہاز بیکور کی گودی میں ٹہرا۔ اس جگہ جہاز کے پیچھے ہی کوچ برونی قلعہ کی فوج نے سلامی دی۔

اس رات کی روشنی کا لطف کچھ آنکھوں نے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ فوج کا ہر سپاہی طح طرح کی رنگین مہتابیں روشن کر رہا تھا۔ بحر اسود کے مدخل سے بیکور راتے تک تمام عالی شان جنگلے انفریڈ نفیس کو ہتھیاں بقعہ نورنگین تھیں۔ ان جنگلوں اور کوہیوں کی روشنی سب کو چاہی کی لہروں سے لیکر پہاڑ کی چوٹیوں تک درجہ بدرجہ بڑھتی چلی گئی تھی دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگلے اور کوہتھیاں نہیں ہیں بلکہ نور کے بچ آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں۔ ساحل کی روشنی کو عکس نے دریا میں بھی آگ لگا رکھی تھی۔ بیکورہ اور ترابیا کی گودیوں کے کل جہاز شعلہ جوالہ بن گئے تھے اس منظر سے قیصر اور شہنشاہ بیگم کو بھی اس درجہ خطہ حاصل ہوا کہ انھوں نے بھی مسرت اور خوشنودی کی بیکورہ سے بڑھ کر جہاز ترابیا کی گودی میں ٹہرا۔ اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دارال سفارت المانیہ کو تشریف لے گئے۔ چند منٹ قیام کر کے چار نوشی کی اور نوبت بجے شہ کے دہانے واپس تشریف لے گئے۔

اسوقت تشریف کشتی ہیں سوار ہو کر سلطانہ جہاز سلطانہ کا رخ کیا جہان آج شب میں عورت
 قرار پائی ہے۔ سلطانہ مقام کیوز میں لنگر انداز تہا۔ اسکی آراستگی میں بہت ہی مبالغہ کیا تھا
 کل جہاز پر برقی روشنی تھی۔ قیصر کا نشان جہاز کو مستول پڑا رہا تھا۔ اور اسکے گرد آہ
 کی شکل میں برقی روشنی لگائی تھی۔ نوجوان کم سن لڑکوں کا ایک دستہ جنگی عزم و ساس
 اٹھارہ سال کے اندر اندر تہیں بہت ہی لاکش بنیڈ بجا رہا تھا۔ جسوقت قیصر سلطانہ کشتی پر
 پہنچے بنیڈ سلامی بجائی۔ اور امیر البحر بریگیڈیر محمد پاشا احمد نڈ جہاز سلطانہ۔ طرحان پاشا۔
 کرنل ابراہیم بے۔ کرنل غالب بے و دیگر اعلیٰ افسران جہاز نے رسم استقبال ادا کی۔
 تھوڑی دیر آرام کر کے قیصر کہانے کی میز پر آئے اور کل لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔
 گیارہ بجے ڈنر ختم ہوا ڈنر کو بعد چوٹی چوٹی کشتیوں میں جو شاہی جہاز کے پرے صفین
 باندھے کہری تہیں آتش بازی چوٹی گئی۔ آج رات کی باسفورس کی حالت کی طرح بیان
 نہیں ہو سکتی۔ یہ سب جانتے ہیں کہ باشندگان قسطنطنیہ کو باسفورس میں سیر کرنے کا سچا
 شوق ہو۔ یہ موقع تو ایسا تھا جو مدتوں نصیب نہ ہوگا اسلئے اہالیان شہر نے اپنے آپ کو مطلقاً
 کر دیا تھا۔ تمام شہر کی یہ کیفیت تھی کہ جس طرف یہ بزرگ مرتبہ مہان جاتا تھا ساری خلقت ٹوٹ پرتی تھی
 باسفورس کا صاف سطح ہزاروں چوٹی چوٹی کشتیوں سے بہرہو تھا۔ سلطانہ جہاز کے
 ایک سمت مرد کی کشتیاں اور دوسری سمت عورتوں کی کشتیاں تہیں۔ اور سب کی زبان
 چوٹی کی صدائیں بلند تہیں۔ باسفورس میں گو پانی سیاب کی طرح متحرک تھا۔ لیکن نہیں
 موجیں تہیں نہ پریشان کرنے والے تہی پڑے اور پر شور طاعلم کی آوازیں۔ آسمان بالکل صاف تھا
 غالباً باسفورس بھی اپنے آفاقی نعمت مہان کو ادب کے خاموش تھا۔ اس پر لطف سیر کو دیکھ کر
 قیصر نے حاضرین ڈنر سے یہ الفاظ کہے۔

» مجھ پر ہر لحظہ جو دارالسعادت میں گذرتا ہے میں اپنے اچھو بلا شک و شبہ ایک نیک شکر اور نیک
منت پذیری کے ساتھ جو دنیا فوقاً زائد ہو رہی ہے مریوں پاتا ہوں۔ ناممکن ہے کہ عمر بہر ان جیسا
اظہارات محبت کو جو میں اپنے گرد اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں بھول جاؤں۔

اس وقت قیصر تغہ خاندان آل عثمان اور تغہ امتیاز مصر لگائے ہوئے تھے۔ قیصر نے طرخان پاشا
بہت سی باتیں کیں اور شہنشاہ بیگم نے پورا وقت شاکر پاشا اس گنگو میں صرف کیا۔ قیصر کی طرح
شہنشاہ بیگم نے بھی اس مقام اور توقیر کی بابت خوشنودی ظاہر کی۔

رات کے بارہ بجے شہنشاہ اور لی جہاز کے ذریعے سے طولہ باغچہ میں پہنچے۔ شاہی جہاز محل
پر پہنچنے نہ پایا تھا کہ تمام سلطانی جہاز اور جرمنی جہازوں نے جو اس مقام پر تھوڑی روشنی کر دی
انکی قلب دین اور جہاز اور شہنشاہ پر بھی جو حاضر تھی روشنی ہوئی۔ سلطانی جہازوں نے
اس قدر آتش بازی چوڑی کہ تمام دریا آگ کی صورت ہو گیا تھا۔ جہاز سے اتر کر تیسرے محمولی شانی
سے جو متواتر دیکھنے پر بھی ہر بار نیا لطف پیدا کرتا ہے مجلس اے شاہی کو روانہ ہوئے۔
اس وقت کا یہ تماشا بھی قابل دید تھا کہ طولہ باغچہ سے مجلس اے شاہی تک راہ کے دونوں طرف
بہت بڑی آرائش کی تھی اور دور دوریہ فوجیں صف بستہ کھڑی تھیں۔ فوج کے پیچھے لاکھوں
تماشائی جمع تھے۔ پولس نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور تماشا یوں کی پھلی صف کے ہاتھوں
میں ہتھابین دیدن۔ اس سے اور بھی لطف بڑ گیا۔

اسی روز یعنی چار شنبہ کو عصر کے وقت شہنشاہ نے اپنے وزیر صیغہ خارجہ موسیو ڈولکو کو حکم دیا
کہ باجالی میں جا کر وزیر صیغہ خارجہ سلطانی سے ملکر کہے کہ وہ قیصر کی نہایت ہی شکوہ داری اور شکایت
اس بے نظیر توقیر اور احترام پر سلطان کی بارگاہ میں عرض کر دیں۔ چنانچہ اُن نے جا کر تو یہی
سے ادا سے پیام کر دیا۔

مہاندراری کا قیصر اور ان بارالکوبر ۱۸۹۸ء عجمینہ کارخانہ گرہ کی سیر

صبح کے وقت ٹھیک نو بجے قیصر اور شہنشاہ بیگم کی سواری مجلس اسے برآمد ہوئی۔
قیصر فوجی لباس پہننے اور سینہ پر مرصع کار تمغہ امتیاز چمک رہا تھا۔ بیرن مارشل سفیر دولت
جرمن شیعہ قسطنطنیہ بھی ہم کاب تھا۔ معمول کے موافق طولیہ باغچہ میں سواری سٹیجی اور یہاں سے
کشتیوں نے چالیس منٹ کو عرصہ میں حیدر پاشا نہر کے پاس پہنچا دیا۔ بندرگاہ پر موسیقی
اور اناطولی ریلوے لائن کی جرمنی کمپنی کا پریسڈنٹ نے استقبال کیا۔ بندرگاہ سے ریلوے
اسٹیشن تک دور وہ مقامی فوج صف بستہ کھڑی تھی۔ اسٹیشن کے پاس جرمنی اسکول کے
لڑکے اور لڑکیاں سفید لباس پہنے اور ہاتھوں میں پھولوں کے گلے لے کر ہوئے کھڑے تھے
قیصر اور شہنشاہ بیگم اپنے مخصوص سیلون میں سوار ہو اسکے اندر سفید طلسم کا فرش تھا اور
اوپر تقریقی کام تھا۔ ایسی سیلون میں ایک خاص کمرہ اور تھا اس میں سیاہ طلسم کا فرش اور طلائی کام
تھا۔ یہ بیش قیمت اور نادر فرش خاص سلطانی گرہ کارخانے کے بنے ہوئے ہیں جسکے ملاحظہ
واسطے قیصر جاتے تھے۔ دین بجے قیصر نے ٹرین کی روانگی کا حکم دیا۔ حیدر پاشا کی نہر سے
ازمیر تک ریل کے کنارے کئی انہوہ کثیر جمع تھا کئی دفعہ قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اپنے ہاتھوں سے سلام
لیا جس وقت ٹرین فرطال نامی اسٹیشن پر پہنچی ضلع کے تعاقدار وغیرہ اور عہدہ دار حاضر تھے
رہنے مراسم آداب ادا کئے اور قیصر نے بھی اظہر غایت کی۔

بند بک اسٹیشن پر ٹرین کو وہ امنٹ ٹھہرا پڑا اس لئے کہ وہاں مختلف ریلوں کا جکڑ ہے۔ یہاں
عرصے میں قیصر نے مختلف اقسام کو آلات خلاصت ملاحظہ فرماتے کی وہ اسٹیشن ظاہر کیا وہ پیش کی گئی
بند بک اسٹیشن پر کثیر جمع تھا۔ بہت سی لڑکیاں ہاتھوں میں گلے لے کر ٹرین تہیں اسی اشارے

جبکہ مجمع کی تعداد وقتاً فوقتاً بڑھ رہی تھی ایک سُرخ و سفید رنگت کی چھوٹی لڑکی جسکے سر کے بال سنہری تھے اور جسکو خوبصورتی نے دلکش بنا دیا تھا صفوں کو چرتی ہوئی ماتہ بین گلہ سحر اُس مقام تک پہنچ گئی جہاں عثمانی اور جرمنی نشان کا پہرہ اڑ رہا تھا۔ وہ اُبڑھ کر گلہ سحر پر چڑھ گیا تھا۔ اُسکی بھولی بھولی اداؤں اور شرمیلی حرکتوں نے قیصر اور شہنشاہ بیگم کی نظر کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اُسکو قریب بلا کر اُسکا اور اُسکے والد کا نام پوچھا۔ معلوم ہوا کہ مشہور و معروف جنرل عبدالکریم پاشا مرحوم سپاہِ افواج ترکیہ کی لڑکی ہے۔ دونوں اُسکے حالیہ بہت نوازش کی۔

پندرہ سوئٹ کے بعد ٹرین چلی۔ قیصر اور شہنشاہ بیگم ہر کہ کارخانہ تک برابر اپنے سیلون کے دروازے میں کھڑے رہے اور راہ کے دلفریب مناظر کی سیر کرتے رہے۔

تمام راہ میں ہر طرح کی زیب و زینت کا احتمام تھا۔ تھوڑی دیر میں ہر کہ کارخانہ اگھیا تری بحری فوج نے سلامی دی اور بحری بیڈ نے جرمینی قومی گیت گایا۔ عطلووا دھانس آفندی ناظر خاصہ سلطانیہ اور سعادت لو عاکف بے متہم کارخانہ ہر کہ نے استقبال کیا۔ ایران دولوں اشخاص کے ساتھ شہنشاہ اس کوٹھی میں تشریف لے گئے جو پہلے سے تجویز ہو چکی تھی کوٹھی میں داخل ہوتے ہی بڑا ہال ہے اور بہت نادر اور بیش قیمت فرش سجھا ہوا ہے۔ ہال کے بازوؤں میں بڑے بڑے کمرے ہیں اور آرائش کا کوئی ذیقہ فروگذاشت نہیں ہوا ہے۔

لہانے کے کمرے میں بہت اعلیٰ قسم کی طلس کا فرش تھا۔ دیواروں اور چیتوں پر بھی بہت خوش سلیقگی سے طلس منڈھی ہوئی تھی۔ اس حالت سے یہ ثابت ہوتا تھا گویا کوئی حسین عورت گون پہنے ہوئے ہے۔ کمرے کے خوشنما پردے کسی عین معشوق کے گلے کے زیور

لم نہ تھے۔ قیصر نے یہاں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد کارخانہ کو ملا خطہ فرمایا۔

ہر کہ کارخانے کا ملاحظہ

قیصر کارخانے میں داخل ہوئے۔ ناظر خاصہ اور مدیر کارخانہ ہر چیز کا ملاحظہ کرتے تھے۔ تمام کلین اپنی کام میں سرگرم تھیں اور کاریگری اپنی اپنی خدمت میں مصروف تھے۔ اول قیصر اور شہنشاہ بیگم ریشمی کام کی شاخ و منوجات حریر یہاں میں گئے۔ کل اسٹاف موجود تھا۔ ہر چیز کے سامنے ٹہرنے جاتے تھے۔ اور مترجم کے ذریعے سے جو کچھ پوچھنا منظور ہوتا اسٹاف کرتے تھے۔ بلکہ اکثر دفعہ خود شہنشاہ اپنے ہاتھ سے تہانوں کو کہہ لکھ دیکھتے تھے تاکہ اچھی طرح حُسن معلوم ہو۔ اسکے بعد قالین کے کام کی شاخ میں گئے۔ چوٹی چوٹی کم سن لڑکیاں حیرت انگیز ٹہرتی سے کام کر رہی تھیں۔ ایک بڑے چرخے پر جو چھت تک بند تھا ایک کم سن لڑکی کام کر رہی تھی اور نرم و نازک انگلیوں سے بہت تیزی کے ساتھ تار و منجولپٹ رہی تھی۔ شہنشاہ بیگم نے ایک لڑکی سے خطاب کیا وہ کہ ناو صنعت کا عربی طرز کا مصلیٰ تیار کر رہی تھی مگر شرم کی وجہ سے وہ جواب نہ دے سکی۔ اور سر ہچکایا۔ لیکن اسکے ہاتھوں کی حرکت کام کرنے میں اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس حالت سے شہنشاہ بیگم بہت ہی متاثر ہوئیں اور لڑکی کو گلے سے لگایا اور پیار کیا۔ اس لطافت نے بتاؤ سے لڑکی کا بڑھ گیا اور اسے شہنشاہ بیگم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ بخلاف ان لڑکیوں کے جنہوں نے شہنشاہ بیگم کی مادرانہ شفقتوں سے انعام پائے ایک یہ بھی لڑکی ہے۔

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اس امر کا اعتراف کیا کہ قالین سازی میں اس کارخانہ نے بخارا اور ایران کے قالینوں کو بھی مات کر دیا۔ اور اس صنعت کی اب کہیں نظیر نہیں مل سکتی۔ اس طرح انھوں نے چوٹی چوٹی لڑکیوں کی کاریگری پر بہت تعجب اور خوشنودی ظاہر کی۔ کئی لڑکیوں نے سوا لاکھ روپے کئے۔ بعض نے ششہ جواب دیئے اور بعض سر ہچک کر خاموش ہو گئیں۔ جب قالین سازی کی شاخ سے قیصر روانہ ہونے لگے۔ تمام کارخانہ کی لڑکیاں و درویشہ بے تکبر ہی ہو گئیں۔ یہ فیض

دیکھو نیکو سب مسلمان تہیں، اُنکے جسم پر پڑے تھے اور ہر ایک کو سینہ پر ایک چھوٹی سی تختی لگی
 تھی۔ جس پر بہت خوشخط یہ عبارت تھی۔ درکار خانہ ہر کہ ہلاونی، اس سعدی اور جیتی پر وہ بہت
 موردِ لطف و کرم ہوئیں۔ دروازہ کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی جسکے سینہ پر تمغہ صنائعِ زیب
 دے رہا تھا۔ سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں تھی۔ شہنشاہ نے اُس ہاتھ کو پکڑ کر حسین انگوٹھی تھی کہا۔
 (وہ انگوٹھی تہیں کہاں سے ملی،) پر تمغہ دکھا کر کہا، (دکھام سے تم اس تمغہ کی مستحق ہوئیں)
 لڑکی نے منہ سے تو کچھ جواب نہیں دیا۔ سر جھکا لیا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے پھولوں کا
 گلہ سہ پیش کر دیا۔ اسکے بعد شاخِ سوزن کا رسی (عمل الخیوط) میں گئے اور اس کام کو بھی
 دیکھ کر پسند کیا۔ یہاں سے ایک وسیع دالان میں داخل ہوئے جہاں مختلف اقسام کو قالین اور
 مصدے وغیرہ ہر کہ کارخانے کے بنے ہوئے رکھے تھے ہر ایک چیز کو قیصر نے دیکھا۔ اسی عرصہ میں
 ایک قالین پیش ہوا نہایت ہی نادر صنعت کا بارہ میٹر مربع تھا۔ ہر ایک اور فرش پیش کیا گیا عجیب
 غریب صنعت کا تھا اور غالباً اب تک جہند باباطین تیار ہوئی ہیں سب میں بڑا ہی۔ ۳۰ میٹر طول
 اور ۱۸ میٹر عرض ہے۔ اس فرش نے کچھ ایسی حیرت سب دلائی کہ قیصر نے اُسے اور پھر چلین
 کوٹ اولنبورگ کو حکم دیا کہ اس فرش کی کل کاریگری لڑکیوں کی اور اُنکے خاندانوں کی فہرست
 کر لیجائے تاکہ اُنہیں سے ہر ایک کی شادی کو وقتِ جیب خاص سے جہیز عروسی دیا جائے
 چنانچہ بارہ لڑکیوں نے اس قالین کو تیار کیا تھا قیصر نے قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت ہر
 لڑکی کے جہیز کے واسطے پانچ سو فرینک دیے (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ اور پندرہ پونڈ
 تخمیناً ایک پونڈ ہوتا ہے۔) ان سب استیامیں سے نادر اور عجیب ایک مصدے ہے۔ اُس
 مصدے کے نمونے پر بنایا گیا ہے جو مصدے شاہ اسماعیل صفوی کی جامع مسجد کے واسطے ۱۵۳۶ء
 میں بنا تھا اور پھر وہاں سے خفیہ طور پر انگلینڈ میں پہنچ گیا۔ اور لندن کے عجائب خانہ کنگس میں لگا ہوا ہے

اس مصلے کا طول آٹھ میٹر اور عرض چھ میٹر ہے۔ اور بارہ کاریگر لڑکیوں نے تین سال کے عرصے میں تیار کیا ہے۔ شہنشاہ کی تشریف آوری سے چند روز پیشتر ہی یہ مصلی تیار ہو چکا ہے۔ فروش اور جاننازوں کے ملاحظہ کے بعد دوسرے والاں میں تشریف لے گئے۔ یہاں اسی کارخانہ کے بنے ہوئے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے ریشمی تہان رکھے تھے۔ ان تہانوں کے ملاحظہ سے قیصر اور شہنشاہ بیگم بہت ہی خوش ہوئے۔ اس وقت ناظر خاصہ اور مہتمم کارخانہ نے بڑے عرض کی کہ جو چیز پسند ہو قبول فرما کر عزت بخشیں۔ قیصر نے اس درخواست کو قبول کیا اور اپنے ذاتی مصارف کے ایک قالین بنانے کا حکم دیا اور نمونہ ہی خود ہی عطا کیا۔

روز چہار شنبہ دوپہر کے حالات

کارخانہ کے ملاحظہ کے بعد قیصر کہانے کے کمرے میں رونق افروز ہوئے۔ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم ریشمی طلائی کرسیوں پر اور باقی ہمراہی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے۔ کھانے کے ساتھ سحری میڈ باجا اپنی سرلی آواز سے برابر دل بھاتا رہا۔ کھانے کے منظم عثمان افندی کیلارجی باشی خسر سلطانید تھے۔ اس کام میں انھوں خاص مذاق ہے اور تمام سلاطین یورپ میں انکی شہرت ہے ایک گھنٹہ تک کھانا رہا۔ اُس کے بعد قیصر استراحت کے واسطے اُس کمرے میں گئے جہاں پہلے آکر آرام کیا تھا۔ تھوڑی سی استراحت کے بعد واپس آئے۔ اس وقت ناظر جیب خاص اور مہتمم کارخانہ کو نشست کی عزت عطا ہوئی۔ شہنشاہ نے انپر بہت غایت کی اور ارشاد کیا۔

دور کارخانہ کے دیکھنے اور ان چیزوں کی خوبصورتی اور نفاست سے ملاحظہ میں آئے۔ مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ شہنشاہ نے لورلی نامی جہاز پر بحری راہ سے واپسی کی خواہش ظاہر کی۔ لورلی جہاز فوراً بندرگاہ میں حاضر کر دیا گیا۔ قہر سے بندرگاہ تک دو روئے بحری فوج صف بستہ تھی۔ شہنشاہ گاڑی پر سوار ہوئے۔ میڈ نے سلامی دی۔ اور کارخانہ کی سب ترکیان دو طرفہ

بازدگر کٹری ہو گئیں اور سب نے جو قیاس کو بنا شروع کیا۔ شہنشاہ بیکم نے کئی دفعہ لڑکیوں کو نکال دیا۔ اور پھر خود نفس نفیس نوٹو گراف کے لڑکیوں کا اور فوج کا نوٹو لیا۔

جہان کی روانگی کے وقت جو قیاس کا صدائے تمام میدان کو بج اٹھا۔ شہنشاہ بیکم اس وقت تک لڑکیوں کے سلام کا جواب دیتی رہیں کہ سب مجمع نظر سے اوجھل ہو گیا۔ جبکہ جہان بیو کاٹھ کے پاس پہنچا شام ہو گئی تھی مگر بیان کے مکتب بحری کی روشنی فریاد کی کا عمدہ معاوضہ کر دیا۔ انق میں سیاہی کی پہلی چوٹی چادر کے مکتب بحری کی روشنی اور آتش بازی نے ٹھٹھے کر دیے۔ میکہ کیاط۔ خلاق سلیمہ۔ اور سراے طوقیہ وغیرہ مقامات میں جہان جہان لوری جہان کا گڈوڑا خوب ہی روشنی وغیرہ کا ہوا تمام تھا۔ راہ بہر قصر تونسین پاشا سفیر دولت سلطانیہ متعینہ برلن اور برلن ارشل سے گفتگو کرتے ہے۔ لوری جہان جب آستانہ کو قریب پہنچا اسکی رہنمائی کے واسطے جرمنی جنگی جہاز ہر تھا پر بجلی کی روشنی لگا دی گئی۔

طولہ باغچہ میں قصر اتر کر گاڑی میں سوار ہو کر محلہ سراے یلڈز کو روانہ ہوئے۔ کل کی طرح آج بھی ہم راہ میں روشنی اور فوج کی صفیں موجود تھیں۔ ساتھ ساتھ شہنشاہ دائرہ مراسم سینیٹین اور کہا تا تامل کیا۔ کہانے کے بعد شہنشاہ نے کارخانہ کے حالات کو بیان میں تونسین پاشا وزیر خارجہ سے یہ الفاظ کہے۔

دو جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت سلطان کی بزرگانہ توجہات مزید غایت اور اہل شاہ کی دہو دم کی تیاریاں جنکے ساتھ میرا استقبال ہوا وہی ہیں بلاشبہ یہ سب باتیں میرے صفحہ دل پر نقش ہو گئی ہیں اور جب تک میں زندہ رہوں گا انکی یاد میرے دل میں باقی رہو گی۔

ہمانداری کا چوتھا دن ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء جمعہ

جمعہ کو در سب معمول چلوس کے ساتھ نوبت قصر اور شہنشاہ بیکم طولہ باغچہ پر پہنچے اور وہاں

سلطانی شہنشاہی پر سوار ہو کر حسین چودہ ہزار کام کر رہے تھے سراسر بیرونی کو گئے۔ وہاں
مہتمم خزانہ اور مہتمم محل طوبقیو نے استقبال کیا۔ قیصر قصر جدید میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد
جامع مسجد اباغوفیہ کو گئے اور شہنشاہ بیگم جرمی دلاخانہ کو تشریف لگائیں وہاں آپکی خدمت میں
نمائندگان سوق اشفقہ کی چند نادریں پیش ہوئیں اور آپنے خرید لیں۔ اور وہاں سے پٹ
طوبہ باغچہ پر آکر یلدریم کو شک میں آگئے۔ اسوقت گیارہ بجے تھے اور نماز جمعہ کی رسم سلاطین
کا وقت قریب آتا جاتا تھا۔

رسم سلاطین

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے قصر الضیافت میں کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر سوار ہو کر
جلوس سلاطین کے ملا خطے کے واسطے مابین ہایونی کے مخصوص بالاخانہ پر تشریف لگئے۔
شہنشاہ کے قریب ہی انکا اسٹاف تھا اور بالاخانہ عام پر جو جامع حمیدی کو مقابل ہے
چند سفراء اور انکی لیڈیان تھیں اور بالاخانہ عام کے سامنے جو چوتراہ ہی اسپر جرمی بحری افسر
اور بہت سی یورپین لیڈیان اور مالک غیر کے بعض مشاہیر تھے۔

ہر جمعہ کو رسم سلاطین جس شان و شوکت سے یہاں ہوا کرتی ہے وہ سب ہی جانتے ہیں مگر
جمعہ کا اہتمام عید کی طرح سے ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں پندرہ گاڑیوں میں حرم سلطانی
اور بلند مرتبہ سلطانہ عجیات کی سواری آئی۔ ڈیرہ بجے حضور لامع النور اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح
سوار ہی اپنے مشہور و معروف دبیر کے ساتھ برآمد ہوئی۔ فوج کی دعاؤں کے شور اور بینڈ کی
سلام حمیدی کی گتوں نے ایک عجیب و غریب عالم پیدا کر دیا۔ مسجد کے وسیع صحن میں مقصورہ
خلافت پناہی کے زینہ تک دونوں طرف بڑے بڑے جنرل اور مارشل کھڑے تھے۔ آخر زینہ
خلیفۃ المسیح کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ عبدالرحیم افندی جنکی عمر ابھی چار سال سے زیادہ

نہو گی فوجی لباس زیب تن کئے استادہ تھو۔ حضور انور کا رُسی سے اُترے۔ شاہزادہ نے سلام کیا۔ موزن نے اذان دی۔ خطبہ پڑھا گیا اور نماز سے فارغ ہو کر اُسی اہتمام سے سواری قصرِ معلیٰ کو واپس آئی

قیصرِ جرمنی کو روبرو عساکرِ شاہانہ کا جائزہ

مسجد سے واپس ہو کر سلطانِ اعظم دارِ مراسم میں تشریف لائے جہاں قیصرِ شہنشاہِ حضور کے انتظار میں تھے۔ وہاں سے جہاں اور میزبان سب گاڑیوں میں سوار ہو کر قصرِ ماطہ کو میں تشریف لے گئے۔ اسی قصر کے سامنے وہ وسیع میدان جہاں فوج کا جائزہ لیا جاتا ہے تمام میدان میں سفید ریت بچھا دی تھی۔ اور ہر طرف انبوہ کثیر تماشا یوں کا جمع تھا۔ کیونکہ اس بڑا جائزہ برسوں میں ہوتا ہے۔ اس جائزہ میں قریب قریب تیس ہر گید کے تھے۔ عموماً اس زیادہ ہر گید نہیں ہوتے ہیں اور بیس ہر گید کا اجتماع بہت کم ہوتا ہے۔ تیس ہر گید کا جمع ہونا تو بہت ہی شاذ و نادر ہے۔ اب چند ہفتہ پہلے خدیوِ عظم کرور ورویس ہر گید کا جائزہ ہوا تھا۔

اعلیٰ حضرت سلطانِ اعظم اپنے دونوں مہانوں کے ساتھ ماطہ کو شک کو باغ میں آئے۔ اس باغ کی آراستگی بہت اہتمام سے ہوئی تھی۔ کوٹھی کے سب ادھر کے درجے میں جب پہنچے تو دو مخصوص نشان کھڑے کو گئے۔ ایک سلطان کا نشان تھا جس پر آفتاب تھا۔ یہ وہ نشان ہے جو بڑی بڑی عیدوں کے موقع پر نکلتا ہے۔ دوسرا قیصرِ جرمنی کا نشان تھا۔

باغ کے داخلہ کو اس ہی نہایت خوبصورت تصویر ایک عثمانی سپاہی کی بنائی تھی جو گھوڑے پر سوار ہے اور ایک شیلے پر چڑھ رہا ہے۔ اوپر سے ایک جرمنی سپاہی شیلے سے اتر کر ایک دونوں کی ملاقات ہوئی عثمانی سپاہی نے جرمنی کا ہاتھ خوب زور سے دایا اور دونوں کے چہرے خوشی سے دمک اُٹھے دونوں باہم اسطرح دیکھ رہے ہیں گویا مدت کے بہت پرانے بچہ

جائزہ نہایت عمدہ طور پر ہوا۔ اثنار جائزہ میں شہنشاہ بیگم اور سلطان گفتگو کرتے رہے جب کسی حصہ فوج کا علم سامنے آتا تھا تو قیصر سلام کرتے تھے اور عظیم الشان شہنشاہ بیگم بھی جبک جاتی تھیں اور قیصر نے فوج کی نقل و حرکت دیکھ کر بہت ہی تعجب اور خوشنودی ظاہر کی۔ اختتام جائزہ کے بعد سلطان اعظم نے قیصر کو ایک چھوٹا سا کبس جو گرلان بہا جو اہر سے مرصع ہوا دیدیا۔ یہ کبس ترک کی زبان میں یہ عبارت لکھی تھی۔

دیا دگار جائزہ جنود عثمانیہ مقام مالطہ کو شک در اثنائے ملاقات امپراطور المانیہ با عبد الحمید ثانی و فتح پانچ اور اسکے باہر لکھا ہوا ہے۔ در روز جمعہ ۱۶ ستمبر ۱۳۰۶ ہجری جمادی الثانی ۱۳۰۶ کبس کی پشت پر ایک عثمانی سپاہی کی تصویر مینا کار بنی ہوئی ہے۔ اور سپاہی کی بذوق کے سر سے پراعلی درجے کے الماس سے ہلال بنایا ہو کبس کے اوپر کا خلاف بھی پیش قیمت جواہر کا ہے۔ اور سب سے اوپر کا خلاف مخلص امپراطور کے جڑو سے (ع۔ ح) حرف لکھو ہیں۔ یہ حروف عبد الحمید کا اختصار ہیں۔ اسکے سوا سلطان نے ایک بہت اعلیٰ درجے کی مرصع کار تلوار اور ایک البم جس میں دمکو اور ملونا پاس کی جنگ کی روغنی تصویریں ہیں یہ دین۔ یہ جنگ کے نقشے بہت ہی عمدہ طور سے بنا دیے ہیں قیصر نے ان تحائف پر کمال درجے کی شکر گزاری اور منت پذیری کا اظہار کیا۔

مخلوق کے افروحام کی کوئی حد نہ تھی۔ خاص میدان میں اور اسکے اطراف میں ادبچی ادبچی پہاڑ اور بلند ٹیلوں پر ہفت در آدمی جمع تھے کہ تل دہرنے کی جگہ تھی۔ اور آدمی بر آدمی گرا پڑتا تھا۔ اس مجمع کی تعداد تین لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ جرمنی باشندوں کے واسطے کو شک شاہی کے بیچہ اکتام خاص کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے وہ جائزہ کا تماشا بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ میدان کے ایک جانب بہت بڑا علم نصب تھا اسکے نیچے تمام مشاہیر شہر اور عہدہ داران سلطنت کھڑے ہوئے تھے۔ دو گھنٹے تک جائزہ ہوا کیا۔ جائزہ کے خاتمہ پر سلطان اپنی کرسی سے اٹھے اور تمام مجمع کو دیکھ

بیٹے چونکہ سفیر اٹریا مقیم آستانہ سفیر موجودہ میں بہت مدت یہاں ہی اپنی ملک کے قتل کی وجہ سے سوگ میں ہے۔ اسلئے موسیو کامبون سفیر فرانس بجائے سفیر اٹریا کو شہنشاہِ ہیکم کے سیدھے ہاتھ پر بیٹھا۔ کہانے کے وقت شاہی میڈیجکار اکہانے سے بعد حسب قاعدہ تہوارِ وقت لطیفہ گوئی اور بذلہ منجی میں صرف کر کے سب مہمان رخصت ہو قیصر اور شہنشاہ دارالضیافت کو تشریف لے گئے۔

مہانداری کا چوتھا روز ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء بروز شنبہ

۲۲ اکتوبر قیصر کی دعوت کا آخری دن تھا اور حسن اتفاق سے آج ہی شہنشاہِ ہیکم کی سالگرہ کا بھی دن تھا۔ دن کے دس بجے شہنشاہ اور شہنشاہِ ہیکم سہرے عامرہ اردلی وغیرہ کے ساتھ طولمہ باغچہ پہنچے۔ اس وقت قیصر فوجی خبرل کی وردی پہنچے تھے۔ اور مرصع کا رمنعہ فتح ارسینہ پر تاباں تھا۔ شہنشاہِ ہیکم سفید ریشمی لباس پہنے تھیں۔ دونوں طولمہ باغچہ سے تشریف نامی دھانی کشتی سوار ہوئے جس عثمانی باجرمنی جہاز کے پاس سے شاہی کشتی گذرتی تھی۔ سلامی سر ہوئی تھی معمولی بحری جلوں کے ساتھ تشریف تہرا پیا گو دی بن اخل ہوئی۔ جہاں موسم گرما کا جرمنی دارال سفارت واقع ہے۔ بیرن مارشل اور سفارت کے محلے نے استقبال کیا۔ عساکرِ سلطانی کا ایک رسالہ دارال سفارت پر موجود تھا اُسی سلامی دی۔

دارال سفارت کے باغ میں دو گھنٹہ تک شہنشاہ اور شہنشاہِ ہیکم یہ و قریح میں مصروف رہے اور دو پہر کا کالنج میں تناول کیا۔ لنج میں چائیں کرسیاں تھیں۔

کہانے کے بعد شہنشاہِ ہیکم کی سالگرہ کی خوشی میں جرمنی اور عثمانی جہاز دن سے توپیں سر ہونے لگیں اور جناب صدرِ اعظم۔ وزیرِ خارجہ۔ وزیرِ داخلہ۔ وزیرِ عدالت۔ وزیرِ سرشتہ تعلیم۔ صدرِ اعظم کو شہر

تو پچاند عامرہ کے کمانڈر اور سفراء دول یورپ نے شہنشاہ بیگم کی خدمت میں گلہ ستہ بھیجے جنکو دھڑ
 میں جرمنی علم نصب تھا۔ شہنشاہ بیگم نے شکر کے ساتھ ان تحائف کو قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ
 شہنشاہ بیگم کو اس وقت خوشی ہوئی جبکہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی سلطانہ بیگم نامی شانزادی جنگلی
 مہنوز چھ سال سے زیادہ نہیں تھی نہایت نادر بچہ لونا گلہ ستہ کی بیٹیاں سونے کی تھی اور
 جواہرات میں قیمت مرقع تہامع اپنی پوری خدمت چشم کے ساتھ لائین شہنشاہ بیگم انہیں دیکھ کر
 فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں اور شانزادی کو مراتب کے موافق رسم استقبال ادا کی۔ شہنشاہ بیگم کے
 پاس پنجگڑ شہزادی ٹہرگین اور ایک ضعیف تقریریں انگلی سالگرہ کی مبارکباد کی۔ ابھی تقریر پوری نہ ہونے
 پائی تھی کہ حسن بیان کے باعث شہنشاہ بیگم نے شانزادی کو گلے لگایا اور بار بار پیار کیا اور بڑی
 منت پذیری کے ساتھ گلہ ستہ قبول کیا۔ جب شانزادی واپس موہن قصر الضیافت کے لیے
 نکلی انکی مشایعت ہوئی۔ یہ واقع آج صبح کا ہے۔

دکنے دو بجے فیصلہ اور شہنشاہ بیگم لیدر کو شک کو واپس آئے۔ نہ اسلئے کہ قیام ہوگا بلکہ محض
 اس واسطے کہ سفر کی تیاری کا اہتمام کیا جائے۔ یہاں تھوڑی دیر قیام کیا اور دائرہ مراسم
 شاہانہ میں آئے جہاں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے استقبال کیا اور پھر سب مہمان گاڑیوں میں سوار
 ہو کر طولہ باغچہ کو روانہ ہوئی۔

قیصر کی قسطنطنیہ سے روانگی

پہلی گاڑی میں سلطان المعظم تھے اور آپ کے سیدھے بازو پر شہنشاہ بیگم اور سامنے منیر بابا
 تاخر تشریفات اور مترجم خاص سلطانی گاڑی میں چار عربی گھوڑے تھے اور آگے پیچھے ڈیڑھ
 اور سا کر تیر انداز کا ایک دستہ تھا۔

دوسری چار گھوڑے کی گاڑی میں منیر کے غاصد پر تھی جس میں شہنشاہ سوار تھے اور سامنے صدر اعظم

خواہ پاشا بیٹھے تھے۔ اور جلوس مثل پہلی گاڑی کے تھا۔

تیسری گاڑی دس میٹر کے فاصلے پر تھی آہن بجاہت مآب برہان الدین افندی سلطان کے چوتھے
فرزند سوار تھے اور گاڑی کے ساتھ شاہی ایڈیکانگ جلوس میں تھے۔

چوتھی گاڑی میں کونٹس دان بروکرف معتمد پیشی شہنشاہ بیکیم تھیں اور سید بازو پر سر عسکر و سلاطین
افواج عثمانیہ۔ سامنے ابراہیم بک متعلق صیغہ خارجہ تھے۔

پانچویں گاڑی میں موسیو دولو وزیر خارجہ جرمنی۔ سید ہاتھ کویر منس مارشل سفیر جرمنی کی بیٹی
اور سامنے غالب بک متعلق صیغہ خارجہ تھے۔

چھٹی گاڑی میں کونٹس کلز۔ بائیں بازو پر بیرن مارشل سفیر جرمنی متعینہ استنبول اور سامنہ فریق احمد
شاہ پاشا ایڈیکانگ سلطان تھے

ساتویں گاڑی میں میڈم دوکسرف۔ بائیں بازو پر عثمان غازی پاشا بہادر بلونا۔ اور سامنہ
حلی بک متعلقہ وزیر خارجہ تھے۔

آٹھویں گاڑی میں کونٹ اور لنبورگ رئیس تشریفات شہنشاہ۔ جنرل ہانکی۔ سامنہ تاجر پاشا ایڈیکانگ
سلطانی تھے۔

غرضکہ اس طرح بہت سی گاڑیوں میں طرفین کے اکثر اعلیٰ عہدہ دار سوار تھے۔ سلطانی فوج کے دستہ
یڈری کو شکستے طولہ باغچہ تک برابر دونوں طرف راہ کے صوبہ تہ تادہ تھے۔ اور کئی جگہ بیڈ کے
دستے موجود تھے۔ جب سواری بیڈ کے قریب پہنچتی تھی سلام حمیدی اور جرمنی ملاکر بیڈ میں بجاتے
جامع حمیدی سبے طولہ باغچہ تک دو طرفہ ہزاروں تماشا گاہی گھڑے تھے۔ ایک طرف مرد و عورتیں
تھی۔ اور دوسری جانب عورتوں کے جہرے تھے۔ اور سب کی زبانوں پر چوقیٹ کی صدائیں تھیں اس
عظمت و شوکت کے ساتھ ساتھ تین سب سے سواری طولہ باغچہ میں پہنچی۔ گارڈ آف آئر نے اور بیڈ

جو یہاں موجود تھا سلامی دی قیصر تھوڑی دیر استراحت کی۔ پھر امیر المومنین شہنشاہ بیگم کو سہا
یہ ہوئے مع کل مہانوں کے ریفریش منٹ (فوکہات) کے واسطے کہانے کے کمرے میں آخر
معمولی مینڈغوش آہنگی سے برابر تجار ہا۔ پانچ بجے شام کو ریفریش منٹ کا اختتام ہوا۔ وہاں تک
سب آکر بڑے ہال میں جمع ہوئے۔ اس وقت قیصر اور امیر المومنین میں تھوڑی دیر تک تخلیہ ہوا
رواگی کا وقت قریب آچکا تھا سلطان دونوں عظیم الشان مہانوں کے بیچ میں باتیں کرتے ہوئے
بندرگاہ پر رونق نسروں پر چھپ چھپا اسٹاف تھا۔ فوج اور تماشا یوں کی زبان سے کیلی
چوق لٹا کی صدا بلند ہوئی۔ اور جرمی بحری فوج نے اپنے جہازوں کی چوٹیوں پر صرف بستہ ہو کر ہر کے
نعرے لگائے۔

گودی پر قیصر اور سلطان تھوڑی دیر توقف فرمایا۔ قیصر نے شانہزادگان سلطنت عثمانیہ کی ملاقات
کی درخواست کی۔ عبدالقادر آفندی۔ احمد آفندی اور برہان الدین آفندی شہنشاہ اور گان اللہ
چند ہی قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے سلطان کے اشارے سے حاضر ہوئے۔ قیصر نے ان سے بات ملا یا
اور عبدالقادر آفندی اور احمد آفندی کے گانوں پر قیصر نے اسطرح بات رکھے جیسے کوئی باپ اپنے
پیارے بچوں سے بوجہ فرط محبت متوجہ ہوا ہو۔ پھر شہنشاہ بیگم سے شانہزادوں نے بات ملا یا اور برہان
آفندی کے رخسار و نیرباد مشفقہ کی طرح بوسہ دیا۔

حضرت امیر المومنین جرمی تھے لگائے ہوئے تھے۔ اور قیصر تھے خاندان آل عثمان پہنچے تھے۔ دونوں
سلاطین پر اس مجمع عظیم الشان کے سامنے کھڑے رہنے سے ایک عجیب محبت کا اثر پیدا ہوا تھا۔
آخر میں رخصت کا وقت آگیا قیصر سلطان العظم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سلطان کی کشتی میں
سوار ہوئے۔ وداع کا لفظ قیصر کی زبان سے رگ رگ کر نکلنے لگا۔ اور اس وقت ٹوٹے ہوئے فطون
میں اخلاص سندی۔ سچی محبت اور شکر گزاری کے جملے ادا کیے۔ اور قیصر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے فواد پاشا کو بھی بچی کشتی میں بلالیا۔ سلطان گودی پر کھڑے رہے اور قیصر کی کشتی ہوہن زولرن جہاز کی طرف روان ہوئی۔ روانگی کے ساتھ ہی ساحل سے سلامی کے فیر چلنے لگے اور بیڈ کی آواز نضائے آسمان میں گونجنے لگی۔ ہر طرف سے چون ریشا کاشور تھا۔ اس محبت اور خالص اظہارِ ہمدردی کے منظر کو دیکھتے ہوئے شہنشاہ جہاز پر سوار ہوئے۔ اس وقت عثمانی بیڑہ جہاز سے سلامی سر ہوئی اور اُس کے ساتھ ہی جرمنی جہازوں نے بھی فیر مچونے لگے۔ جہاز کی اطراف میں دھڑکتی تین سو زیادہ تہین جنہیں تماشائی کچا کچھ بہرے ہوئے تھے۔ پورے بندرگاہ سے جہاز تک شاہی کشتی کی واسطے راہ صاف کر رکھی تھی کہ کشتیوں نے دوطرف ایک ساحل بن گیا تھا۔ البتہ جرمنین گودی کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ اور قیصر اور شہنشاہ بیگم دواع اور سلام اشارے ہاتھوں کرتے جاتے تھے۔

ساتھ پانچ بجے شاہی جہاز نے لنگر اٹھایا اور فوراً جرمنی جنگی جہاز ہر تہا سلامی سر ہوئی اور اُس کے ساتھ ہی کل عثمانی اور جرمنی جنگی جہازوں نے فیر مچونے لگے۔ ہوہن زولرن شاہی جہاز کی پیچھے رہتا تھا اور اُس کے عقب میں سلطان جہاز از میر تہا جنہیں وہ عثمانیہ سردار جو شام اور فلسطین کے سفر میں قیصر کے ہمراہ رہینگے۔ اُن سرداروں کے یہ نام ہیں۔ شاہر پاشا۔ قابوہ فریا پاشا۔ احمد علی پاشا۔ توفیق پاشا۔ سفیرِ اطافی متعینہ برلن۔ ابراہیم افندی متعلقہ خارجہ مصطفیٰ ناطق ہے۔ دیکھی ہے۔ ثریا ہے۔ جواد ہے۔ رضا ہے۔ محمد علی ہے۔ عمر فائق ہے۔ اسحاق ہے۔ عبدالعزیز فواد ہے۔ احمد شاہ ہے۔ بخیب ہے وغیرہ وغیرہ اور چند انجینیر جہاز ہیں۔

سلطان المعظم کی قلعہ مبارک کو واپسی

غروبِ آفتاب آدھ گھنٹے بعد اپنے شانانہ جلوس کے ساتھ محلہ کریمدیز کو واپس گئے۔ ہر روز ان اشخاص صاف بستہ کھڑے تھے اور دعاؤں کے ساتھ فوطیوں میں تالیان بجاتے تھے۔

گٹاری آہستہ تہ جاری تھی۔ مشہور و معروف غازی عثمان پاشا اور صدر اسلم حضرت کے سامنے تھے۔
 اعلیٰ حضرت دہنو اور باین مجمع کا برابر سلام لیتے جاتے تھے۔ امیر المومنین نے اٹھا رکھتے غازی عثمان کے
 دعاؤں کا طریقہ کو پند فرمایا مگر تالیان بجانے سے ناخوشی ظاہر کی اور ارشاد فرمایا۔
 در اس قسم کے اظہار مسرت میں تالیان بجانا مشرقی اقوام کی عادت نہیں بلکہ وہ اہل یورپ کے
 خصائص میں سے ہے۔ اور بہن زیادہ مناسب یہی ہے کہ اپنے قومی آداب و اخلاق پر قائم رہیں،
 خلافت پناہی کا یہ ارشاد پورا بھی ہوا تھا کہ تمام مجمع میں بجلی کی طرح دوڑ گیا۔ اور وہ اسطرح کہ غازی
 عثمان پاشا نے یہ الفاظ آہستہ سے ایک ایڈیکالگ سے جو جلوہ سس کے ساتھ تھا کہدیے اور ایڈیکالگ نے
 افسران پولس کو ہدایت کر دی اُسی وقت تالیان موقوف ہو گئیں اور دعاؤں کے شور سے زمین و آسمان
 گونج گیا۔

اس واقعہ سے خوب ثابت ہو گیا کہ کسی سلطنت کی اطاعت اور تابع داری محض دباغت اور سیٹا
 سے رعایا کے دلوں میں نہیں پیدا ہو سکتی بلکہ اخلاق اور محبت سے پیدا ہوتی ہے۔
 اسی اثنا میں ایک بوڑھا شخص مجمع میں سے ٹھکرتیزی سے آگے بڑھا جس سے معلوم ہوا تھا وہ
 گٹاری تک پہنچنا چاہتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک عرضی بھی تھی۔ شاہی بادشاہی گارڈ نے اسے روک لیا۔
 مگر امیر المومنین نے اس کے روکنے کی ممانعت کی۔ غریب بوڑھا دعائیں دیتا ہوا آگے بڑھا اور گٹاری
 بوسہ دیکر عرضی پیش کی۔ غازی عثمان پاشا نے عرضی لے لی اور دعائیں دیتا ہوا ملٹ گیا۔ مہین
 عرضی پر کیا حکم ہوا۔

جب سواری شیخ ظافر افندی کے تحفہ پر پہنچی اعلیٰ حضرت کی نظر نجابت مآب صحرا فندی شاہزاد
 پر پڑی وہ گہوڑے پر سوار جلوہ میں تھے۔ سلطانی گٹاری ٹھہری اور شاہزاد کو گہوڑے سے اتر کر گٹاری
 آئے سلطان نے انہیں اپنے سر سے حید ہاتھ کو بٹھایا۔ راہ میں بہت عمدہ روشنی کی تھی کل مجمع نے اپنے

ہاتھوں میں مہتابیان روشن کر لیں تھیں۔ اور ہر شخص کی زبان سے یہ دعا نکل رہی تھی کہ ”اے خدا
لا ترزل تو اس سلطان کو قوم کی بہبودی اور ملت کی رفاه اور فلاح کے لئے زندہ رکھہ اور خود
اسکا محافظ اور پاسبان رہہ“

ان دعاؤں کی بوجہ ہر مین سوار سے معنی قصر خلافت میں داخل ہوئی۔

ایا قلم قصیر مین قسطنطنیہ مین پولس کا انتظام

انارکسٹ یا یون کہتے کہ بد معاشرہ کا گروہ ہمیشہ حکومتوں میں انقلاب کی فکر میں رہا کرتا ہے۔
دارالاسلام قسطنطنیہ پر تو اب مرتے بد معاشرہ کا دانت تھا۔ مگر پولس نے بھی وہ تمام کام کیا کہ خدا
کے فضل سے کوئی ہنگامہ نہ پیدا ہوا۔ جس قدر شبہ لوگ پائے گئے وہ سب گرفتار کر کے عدالت
میں رکھے گئے اور قیصر کی روانگی کے بعد انہیں چھوڑ دیا۔ انتہا اس انتظام اور ہمتام کی یہ ہے کہ
تمام شہر میں کسی عورت کو برقع پہن کر نکلنے کی اجازت تھی اس لئے کہ کوئی بد معاشرہ اس پر وہ
کوئی فساد نہ برپا کر دے۔ رات میں پولس تمام بندرگاہوں، گلی کو چون۔ قبوہ خانوں اور مٹولوں
میں سرگرم تلاش تھا اور نہایت احتیاط ہر شخص کی حالت کا موازنہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر
فضل و کرم سے سب طرح خیریت رکھی۔

تصویر کشی کا اہتمام

حضور سلطان اعظم نے علی سامی بک پر وفیر نقشہ کشی کا بیج جگایا کہ اس خدمت پر مامور کیا تھا کہ
قیصر جن مقامات کی سیر کریں ان کے نقشے لئے جائیں۔ چنانچہ وہ استقبال کی جماعت کے ساتھ
درانیال کو بھی گئے اور وہاں شہنشاہ کے در و در وقت جہاز کا فوٹو لیا۔ اس طرح زمانہ قیام قسطنطنیہ
میں شہنشاہ جہان جہان تشریف لیگئے۔ ان مقامات کے فوٹو اتارے گئے۔ اور شام و غلطین کے سفر
میں بھی وہ شہنشاہ کو ساتھ رہینگے اور نقشے تیار کریں گے۔ حکم یہ ہے کہ ہر موقع کو نقشبند کے تین الہام تیار

کئے جائیں ایک سلطان اعظم اپنے پاس رکھینگے۔ اور دو البم شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی خدمت میں بھیجے جائیں گے۔ ان البمون کے علاوہ تین البم اور تیار ہوئے ہیں۔ ایک میں مکتب حرمیہ کو طلبہ کی جناسٹک کی تصویریں ہیں۔ دوسرے میں اُس بیڑہ جہازات سلطانی کی تصویریں ہیں جو ہونہار کے ساتھ تھے۔ اور تیسرے میں باسفورس کو کچپ مناظر کے نقشے ہیں۔

ایام قیام قسطنطنیہ میں فرانس کی نسبت صیغہ اظہار اور

یہ وہ الفاظ ہیں جو شہنشاہ کی زبان سے نکلے تھے۔

» فرانس میں جب لوگ ہیں اُن سے فرداً فرداً ملو تو طبیعت کو نہایت ہی فرحت ہوتی ہو۔ لیکن اگر یکجا بہت جمع ہو جائیں تو پہر اُنکی صحبت برداشت نہیں کجیاسکتی۔ وہ یہ سمجھنے سے اب تک انکار کر رہے ہیں کہ اگر ہم دونوں (یعنی جرمن فرانس) متحد ہو جائیں تو کل دنیا ہماری ماتحت ہو سکتی ہے۔ نیز کہ پروا نہیں میں ایک نہ ایک دن انہیں ہجیر اپنا دوست بنا لوں گا۔

باشندگان قسطنطنیہ کی جانب سے قیصر کی خدمت میں تحا

اہل شہر نے اظہار اخلاص مندی و محبت کو طور پر شہنشاہ کی خدمت میں نقرہ گلدان میں بوسیلہ کمیٹی کی معرفت پیش کئے۔ قیصر نے انہیں قبول کیا۔ اور اپنی طرف سے بطور یادگار ایک فوارہ وسط شہر بنانے کی تجویز کی اور خود اُسکا نقشہ بنا کر سلطان منظور می حاصل کی۔ یہ فوارہ گنبد دار عمارت ہوگی اور اُسکے گرد و تماشا میوہ نودا سٹے سنگ مرمر کی نشستیں ہوں گی۔

قیصر کو عطیات بمقام قسطنطنیہ

قیصر نے اپنے قیام کے زمانہ میں چہ ہزار فرنیاک قسطنطنیہ کو فقر کو قسیم کم۔ اور چالیس ہزار فرنیاک مختلف خیراتی کاموں میں عطا ہوئے۔

سلطان کے تحائف کا تخمینہ

قیصر اور قیصرہ کو سلطان اعظم نے جو تحائف اور ہیرہ میے ہین انکی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ صرف ایک تلوار جو قیصر کو دی ہے اسکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور قیصرہ کو سا لگہ روز پندرہ ہزار پونڈ کا تاج مرصع دیا تھا۔

ایک رومی مچو آشتی اور چند نایاب درختوں کے پودے جو سلطان نے دیے تھے وہ ہمہ گیر گردانہ کر دیے گئے۔ سفیر جرمنی کو تمنعہ مجید یہ مرصع ہوا سلطان نے عطا کیا۔

بیرنٹ فان بلو جرمین امپریل سکرٹری آف اسٹیٹ کو اولی درجہ کا مجید یہ تمنعہ مرحمت ہوا۔

قیصر کا حیفہ بن داخلمہ

ہوہین زولرن جہاز ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دکن کے ڈیڑھ بجے حیفہ بن نظر آیا۔ اسکی اولی بین و ترکی اور دو جنگی جہاز تھے شاہی جہاز نے لنگر بھی نہیں ڈالا تھا کہ قلعہ عکہ سے سلامی کی توپیں لگین جہاز نے جب لنگر ڈالا اسی وقت قیصر نے اپنے داخلہ کی اطلاع بذریعہ تین تاروں کے سلطان کو کی اور حضور سلطان نے بھی فوراً نہایت محبت کے الفاظ میں جواب دیا۔

شہر کی آراستگی اور انتہا تمام کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ جرمنی نو آبادوں کے تمام مکانات پر ترکی اور جرمنی جھنڈا لگی ہوئی تھیں۔ شہر کی حالت بالکل کسی بڑے تیوہار کی سی تھی۔ بندرگاہ پر عبداللہ پاشا اور بیگم سلطان اور دیگر ترکی افسروں نے استقبال کیا۔ ترکی افسروں نے قیصر شایانہ اخلاق سے پیش آسیت وقت قیصر نے کوہ کارمیل کی سیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسکی پہلے سے کوئی اطلاع نہ تھی مگر بہت جلد تمام کر لیا گیا اور ساحل پر گاڑیاں تیار ہو کر آگئیں۔ ساڑھے چار بجے قیصر اور قیصرہ گودی پر اترے۔ سلطانی کیواری بینڈ نے جرمنی قومی راگ کی سلامی دی۔ اُنکے اترنے کے ساتھ ہی عبداللہ پاشا آگے بڑھ کر ناظم پاشا گورنر جنرل سوریا۔ رشید بے آغزی گورنر صوبہ بیروت۔ اور شکر آغزی

قائمقام حیفہ وغیرہ کو قیصر کی خدمت میں پیش کیا۔ شکری آفندی سے قیصر نے فرمایا۔
 مددگو یہ تمہارا شہر چھوٹا ہے مگر ہے خوشنما، شکری آفندی نے فوراً فوج میں جواب دیا۔

دربیشک وہ چھوٹا ہے مگر جب سے حضور والا مرتب نے اُس کو اپنی تشریف آوری کا اعزاز بخشا ہے
 بزرگ مرتبہ ہو گیا ہے گا ناظم پاشا۔ اور رشید بے نے عرض کی کہ سلطان نے جہن حضور میں
 حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ شہنشاہ نے اسپر شکوری ظاہر کی۔ پہر ساحل پر گاڑی میں سوار ہو کر
 کوہ کا میل کو روانہ ہوئے۔ ارطغرل فوج کا دستہ بطور باڈی گارڈ ساتھ تھا۔ پہاڑی پر ٹھوکی
 دھچپ مناظر کی سیر کی اور ناشتا بھی وہیں کیا۔ سیر کر کے پہرلیٹ کر جہاز میں آ گئے۔

رات کے کہانے میں ناظم پاشا عبداللہ پاشا۔ رشید بے آفندی اور موسیٰ و شردنگل
 جنرل دولت جرمی متعینہ شام مدعو تھے۔ رات کو تمام شہر میں بڑے ترک و احتشام سرور
 ہوئی۔ قیصر کے واسطے ایک نئی گودی بنائی گئی تھی اسپر برقی روشنی کی دس لائٹیں روشن ہوئیں
 کہانے کے بعد قیصر نے عہدہ داروں کو حسب مراتب تحفے عطا فرمائے اور تارگہر کے کام کی
 صفائی اور عجلت پر خوشنودی ظاہر کی رات کو جہاز ہی میں آرام کیا اور جب قدر یہاں سے ترقی
 اُنکے اسٹاف نے بھیجے تھے اُنکا صرف قیصر نے جیب خاص سے عنایت کیا۔

مشرق میں مالک میں حیفہ بھی بہت خوبصورت جگہ اور تجارت کو روز بہہ ترقی ہے۔ اور اگر کسی
 جہان ۱۹۱۰ء میں بہت بڑی جنگ عیسائی اور مسلمانوں سے ہوئی تھی ٹھیک جنوب کی طرف
 واقع ہے۔ اگر عیسائیوں کا آخری قلعہ تھا نیپولین نے اسکا نام کلید شام رکھا تھا۔

اسکے دو حصے سمجھئے چاہئیں۔ ایک وہ حصہ میں یہاں کے اصلی باشندے آباد ہیں۔ اور دوسرا حصہ
 جو جرمی کے نو آبادوں کا ہے۔ اصلی باشندہ و کئی آبادی میں بجز بازار کی خوبصورتی کے

اور کوئی دھچپ چیز نہیں ہے۔ جرمنی نو آبادوں نے یورپ کے قاعدے پر مکان بہت تکلف کے بنائے ہیں اور وہی دولت مند ہیں۔ کوہ کارمیل کے دامن میں دور تک انگور کے کیت جاگڑے ہیں اور زیتون کے باغ ہیں۔ مگر وہ سب جرمنوں کی ملکیت ہے۔ اسوقت قریب پانسو کے جرمن یہاں آباد ہیں۔ جرمنی اس کونسل پر کثیر خود نو آبادی کے کام میں بہت ہوشیار ہے۔

یہ شخص ۱۸۶۹ء میں یہاں آیا اسوقت انگور وغیرہ کچھ بھی یہاں نہ تھے۔ اور کوہ کارمیل کی تمام آراضی خیر پڑی تھی۔ اب خوب سرسبز ہے۔ حیفہ سے زاریتہ تک کی سڑک پہلے جرمنوں نے ہی بنائی۔

زیتون کے باغات میں یہاں کے درویشوں کی بھی کچھ ملکیت ہے۔ درویشوں کی خانقاہ کوہ کارمیل کی ایک شاخ پر ہے۔ اور یہ لوگ آٹھ سو برس سے یہاں آباد ہیں۔ یہاں کی پب دار کا زیادہ حصہ یورپ اور امریکہ کو جاتا ہے۔

جرمنی تو خوب عربی بولتے ہیں بلکہ اسکو لون میں عربی پڑھائی ہی جاتی ہے لیکن قدیمی باشندوں جرمنی زبانی سے ناواقف ہیں جس روز کہ حیفہ دمشق ریلوی بن گئی اُس روز اس مقام کو بڑی ترقی ہو جائے گی۔ اسوقت صرف پانچ میل تک سڑک پوری ہو چکی ہے۔ اسکا ٹھیکہ ایک انگریزی کمپنی سس پلنگ کو پاس تھا مگر اب انکی میعاد ختم ہو گئی۔ اگرچہ بیروت دمشق تک ریل جاری ہے۔ مگر وہ لائن نہایت غیر آباد ملک میں ہو کر گزری ہے۔

۲۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء حیفہ کی حالات

صبح کے سات بجے قیصر اور قیصرہ جہاز سے اترے۔ سائل پر جب قاعدہ سلامی ہوئی حکیم سلطانی چہ تو بین ملک سے سلامی کے واسطے آگئی تھیں۔ ادھر سلامی ہوئی ادھر عکے سے غیر ہو گئے۔

-Pilling & Hayareth & Herr Keller

پورے جلوس کے ساتھ دارالسفارت جرمنی کو پہلے سواری گئی وہاں کئی اڈاپس اور تحفہ وغیرہ پیش ہوئے اور قبول کئے گئے۔ وہاں سے جرمنی شہا خانہ جرمنی کنیسہ انجیل اور جرمنی ڈک کیونکا تیم خانہ جا کر ملاحظہ کیا۔

سفر فلسطین کی ابتدا

۲۶ اکتوبر کو آٹھ بجے صبح کے فلسطین کا سفر شروع ہوا۔ راستہ میں ہر طرف آراستگی اور اہتمام تھا۔ آدمی پر آدمی گرتا تھا۔ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ آگے آگے جلوس میں پولس کا ایک دستہ تھا۔ اُسکے بعد ارطغرل کی فوج سواران تیرانداز کا دستہ تھا اور اُنسے تھوڑے فاصلے پر سلطان چہم ایڈیکانگ۔ اُنکے پیچھے قیصر کے بارہ ایڈیکانگ تھے۔ اسکے بعد قیصر کی گاڑی تھی جنہیں تین گھوڑے تھے۔ قیصر کی گاڑی کے پیچھے دو کوئل گاڑیاں تھیں لیکن چہم اور ایک میں چار گھوڑے تھے۔ ان کوئل گاڑیوں کے عقب میں شہنشاہ کا خاص باؤی گاڑی زرق برق لباس پہنے اردلی میں تھا۔ باؤی گاڑی کے پیچھے فوج تیرانداز کا ایک دستہ اور اس عقب میں قیصر اور سلطانی عہدہ داروں کی گاڑیاں تھیں اُنکے پیچھے فوج ارطغرل کا ایک دستہ اور سب کے آخر میں ایک دستہ فوج ارطغرل کے تیرانداز نکلتا تھا۔

اس شان و شوکت سے روانہ ہو کر پہلی منزل مقام طنظورہ میں ہوئی۔ یہاں بڑے عالیشان خانے استراحت کے واسطے استادہ تھے۔

مقام طنظورہ کے حالات

دوپہر کا کھانا قیصر نے اسی مقام میں کھایا۔ کہا نے کا اہتمام طامس کوک کپنی کی معرفت ہوا تھا۔ کہا نے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور ڈیڑھ بجے دُنکے یہاں سے کوچ ہوا۔ راہ میں قیصر نے عقبیہ اور قیاریہ کے کنیڈر اور سٹے ٹرکے آنا رقمیہ ملاحظہ فرمائے۔ غروب آفتاب کے وقت لشکر

برج انجیل نامی مقام میں پہنچا اور شب کو کل لشکر نے یہیں مقام کیا۔
 آج ہی جبکہ شہنشاہ حیفہ سے روانہ ہو چکے تھے از میر نامی جہاز سلطان کی جانب سے پیشوائی کر نیوالی
 جماعت کو لئے ہوئے ساڑھے نو بجے حیفہ میں داخل ہوا۔ شاکر پاشا نے جہان سے اتر کر
 بارگاہ معلیٰ میں تار دیا اور ہائے حکم ہوا کہ شاکر پاشا شہنشاہ کے چچے چچے روانہ ہوں اور حسب قدر
 جلد ممکن ہو قیصر سے ملیں۔ باقی جماعت کے واسطے حکم ہوا کہ سب از میر پر سوار ہو کر سید یا فاکوٹ
 جائیں اور وہاں قیصر کا انتظار کریں۔

۲۷ اکتوبر برج انجیل سے روانگی

یہاں سے صبح کے چھ بجے سفر شروع ہوا۔ اور پہلے جلوس کے ساتھ روانگی ہوئی شہنشاہ خود گھوڑے
 پر سوار تھے۔ کوئٹہ یو لیں برگ اور میروان ڈیٹل افسر علی مصارف خانگی ہمراہ تھے۔ قیصر اور سٹا
 کی عورتیں گاڑیوں میں تھیں۔ یہ تمام راہ شاہرن کے میدان میں طے کرنی پڑی۔ زمین نہایت خشک
 ریتی تھی۔ سڑک کا نامواری سے گاڑیاں بار بار ٹوٹی تھیں۔ چند گز نہ چلنے پاتے تھے کہ ٹھہرنا پڑتا تھا
 راہ کی صعوبت سے سلطانی فرج کے چار گھوڑے مر بھی گئے۔

کفرسابا میں پہنچ کر قیصر نے دو پہر کا کھانا کھایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد قیصر و کسانہ گاڑی میں سوار ہو کر
 روانہ ہوئے۔

اسی راہ میں ارسوف کا میدان ہے جہاں ۹۱۰ عین ریچرڈ شیردل اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی تھی
 قیصر نے اس مقام کو بہت دیر تک ملاحظہ کیا۔ راہ میں رعایا کے بڑے بڑے گروہ جمع ہو ہو کر قیصر کو
 دیکھنے آتے تھے اور دعائیں دیتے تھے۔ بدوونکے بہت پڑاؤ دیکھے گئے۔ ایک کنوین پر چار بدو
 اپنے گاندھوں پر مشکیرے لٹے ہوئے تمام لشکر کے پیاسو کو مفت پانی پلاتے پھرتے تھے۔ یہ بھی

سلوک ہو جسکی نبی آخر الزمان نے اپنی امت کو تعلیم فرمائی ہے۔

نہر ہلار پر بڑی آراستہ لگی کی گئی تھی یہاں شہنشاہ نے تین گھنٹے قیام کیا۔ شام کو پانچ بجے کے قریب اڈونس گارڈ کیشن چشمہ کے کنارے پہنچا۔ اس چشمہ پر پتلی چلتی ہے۔ جرمنی نوآبادوں نے یہاں بہت خوبصورت منڈوا بنایا تھا اور بہت دلفریب آراستش کی تھی۔ یہ بھی تمام ماہ شاہی کے میدان میں ہے۔

کشن چشمہ سے تین میل آگے بڑھ کر آہنی پل پر سے عبور ہوا۔ خاص قیصر کو واسطے یہ آہنی پل سلطان تیار کرایا ہے۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا کہ یا فہ میں داخل ہوئے۔

یا فہ میں قیصر کا داخلہ

بنسبت جیفر کو یہاں بہت بڑی آراستہ اور آئین ہندی کی تھی۔ پانچ سو گز کی لمبی سڑک پر دونوں طرف سدا بہار اور پھولدار درخت لگا کر بالکل محراب کی شکل کر دی تھی۔ سڑک کے وسط میں ایک سڑے سا بان کے نیچے نوآباد جرمنی رعایا استقبال کے واسطے جمع تھی شاہکار پاشا راہ ہی میں قیصر کے ساتھ ہوئے تھے باقی ارکانِ دولت مثل نوسیق پاشا۔ قاسم بھو فترا پاشا۔ احمد علی پاشا وغیرہ پورے شاہی طریقے سے استقبال کی رسم ادا کی جب جرمنوں کے سامان پر شاہی گاڑی پہنچی سواری رکی اور یا فاکر بندر گاہ سے سلامی کے فرسے ہونے لگے۔ جرمنوں نے ایک مختصر سا اڈریشن پیش کیا یہاں سے سواری تین ٹیرازار میں ہوتی ہوئی جرمنی باشندوں کے محلہ میں گئی۔ سڑکوں پر بحساب مجمع تھا اور مکانات کی چیتیں بھری ہوئی تھیں۔ جابجا عثمانی اور جرمنی نشان نصب تھے۔ اور تمام رعایا خوشی کے مارے لڑے لگاتی تھی۔ جرمنی عورتوں نے جرمنی نشان کی تقلید میں تین رنگ کا لباس پہنا تھا۔ جرمنی محلہ کے خانے سے سواری پلٹ کر شہر کی اور سڑکوں کی تعمیر

ڈیو پارک ہوٹل میں پہنچی۔ اس لئے اسی ہوٹل میں قیام شاہی تجویز ہوا تھا۔ شہنشاہ نے ہوٹل کے باغ میں تھوڑی دیر تک ہوا خوری کی اور وہیں سے شہر کی روشنی کا ملاحظہ فرمایا۔

روشنی کا بہت ہی خوب منظر تھا مجلس بلدیہ (میونسپلٹی) کے مکان پر بجلی کی روشنی لگائی تھی ہر شخص نے اپنے اپنے مکانوں کی زینت میں حیدر مبالغہ کیا تھا۔

سلطان المعظم نے ایک تار کے ذریعے سے کل کی شدت گرمی کیوجہ سے قیصر کی فرج پرسی فرمائی قیصر نے بھی اُسکے جواب میں شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء عیاضہ سرورانگی

آج قیصر نے حضور سلطانی میں اس مضمون کا تار روانہ کیا۔

» یافہ میں میرا استقبال سرکار اور رعایا کی جانب سے نہایت عمدگی سے ہوا۔ رات کی روشنی اور آرائش نہایت عمدہ تھی خصوصاً مجلس بلدیہ (میونسپلٹی) کی عمارت پر بجلی کی روشنی نہایت نادر طرز پر ہوئی۔ لہذا میں حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں«

آٹھ بجے صبح شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر قدیمی جلوس کے ساتھ بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ سلطانی پیشوائی کی جماعت سب یافہ سے ساتھ ہوئی۔ صبح کا کہا نا لاترون میں کہا یا۔ چونکہ گرمی کی شدت تھی اس لئے لاترون ہی میں قیام کر دیا۔ اور رات کو بھی اسی مقام پر ٹہر رہے۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء بیت المقدس کو حلال

سلطان المعظم نے اپنے بھائی کے واسطے ہر جگہ ایک مہینہ پہلے سے تیار بیان جاری کر دی تھیں۔ بندرگاہ یافہ سے بیت المقدس تک ۲۳ میل کا فاصلہ ہے۔ گھوڑا گاڑی میں پندرہ گھنٹہ میں یہ سفر پورا ہوتا ہے۔ راہ میں تین چوکیوں پر گھنٹہ گھنٹہ بھر ٹھہرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ شرک نہایت خراب

حالت میں تھی۔ اس لئے کہ سات سو برس سے کوئی شہنشاہ یہاں نہیں آیا البتہ شاہزادے بہت آئے۔ چنانچہ ۹۹۹ء میں پرنس فریڈرک ولیم شاہزادہ پرورشیا یہاں آئے اور اس وقت یافہ سے بیت المقدس تک سڑک درست ہو چکی یا اب ہوئی۔ یہی حالت شہر کو گلی کوچن کی تصویر کرنا چاہئے۔ مگر سلطان پہلے سے یافہ سے بیت المقدس تک سڑک درست کر رکھی۔ کئی انجنیئر اور اورسیر اس خدمت پر مامور تھے۔ طلوع آفتاب کے وقت غروب تک نہارون فردوس سڑک پر کام کرتا تھا۔ بہت اونٹ اور چتر مقرر تھے جن پر دوسرے مقامات کے پتہ لاکر سڑک کا نشیب و فراز درست کیا جاتا تھا۔

شہر قدس کی فصیل کے باہر اور اندر نہایت اہتمام سے صفائی ہوئی اور عمارتوں میں اصلاحیں ترمیم کی گئیں۔ چاروں طرف پہرے اور جہنڈیاں نصب ہوئیں اور موقع موقع سے محرابیں اور برج بنے۔ کل راہوں کی اندرون شہر عمارتیں ہوئی۔ مکانوں پر سفیدی کی گئی اور بچوں پر علم لکھ کر مینوسپلٹی نے خاص توجہ سے کام کیا۔ جن راہوں میں سوار اور پیادہ کو چلنا مشکل تھا وہاں اب دو اسپیڈ گاڑی دوڑاتے پھر۔

ان اصلاحوں کی وجہ سے شہر ایک نئی دواہن کی طرح معلوم ہونے لگا۔ ان تیار یونکو دیکھ کر اطراف کے سوداگر اور بیوپاری بہت سال مال اور میگو بہر کر شہر میں لے آئے۔ ایک ماہ پہلے سے تمام ہوٹل سیاحوں کے گاہک تھے۔ تجارت کی کثرت اور سیاحوں کی شدت بحیثیت المقدس کی اور ہی شان نظر آتی تھی۔

۲۹ تاریخ کو صبح سے تمام گلی کوچن اور شاہراہوں میں مخلوق جمع تھی۔ مکانوں کی چیمین انبوہ سے پہٹی پڑتی تھیں اور سب مشتاقانہ نظروں سے قصر کے منظر تھے۔ گیارہ بجے کے قریب شاہی جلوس آنے لگا۔ آگے آگے چہرہ فسر کوہنوں پر سوار تھے۔ ان کے بعد سفیران سلطنت غیر کی گاڑی آئی۔

اسکے عقب میں خود شہنشاہ گھوڑے پر سوار نمودار ہوئے۔ انکے آگے آگے بگل نواز تھے۔
 قیصر کو مہم کے مناسب پورا یونیفارم پہنے تھے۔ سینہ پر بٹن مار تھے چمک رہے تھے۔ اور اُدھر سے
 نرائن کی قطع کی ایک ریشمین عبا پہنے تھے۔ قیصر کے بعد اسی طرح کے لباس میں انکا افسانہ آ یا شہنشاہ
 اور انکا اسٹاف گاڑیوں میں تھا۔ شہنشاہ سید اپنے کمپ میں تشریف لے گئے اور اپنے خائن
 شہیک گیارہ بجے دن کے اترے۔ سلاطین باڑیوں سے دھوان دھار سلامی ہونے لگی اور تمام شہر کو
 گویا ان توپوں کی آواز سے ایک حرکت پیدا ہو گئی۔ شہر شخص بے سرو پا کمپ کی طرف بہا لگو لگا
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسانی سمندر کی موجیں ہیں جو قدس کی پہاڑیوں سے ٹکرا کر اکر مٹتی ہیں۔

بیت المقدس میں قیصر کا کمپ

بیت المقدس کے سفر کا اہتمام طامس کوک کمپنی کے متعلق تھا۔ اس شکرین پیچر خیمے سونے کے
 چہرے سیلون خیمے اور چہرے باور چنانہ کے خیمے تھے۔ خیموں کی ترتیب اور کمپ کی درستی میں بالکل شہر
 موافق ترتیب رکھی تھی۔ گلی کو چے سب بنائے تھے۔ ایک سو بیس شاہ کے خدمتی ہیں اور آٹھ سو
 بار برداری کے۔ غرض بہم وجہ اس کمپ میں دو ہزار آدمیوں کی جمعیت تھی۔ قیصر کا خیمہ نہایت ہی
 عالیشان ہو۔ اسکی بلندی خوشنمائی اور سجاوٹ میں کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عمارت برابر نہیں
 کر سکتی خیمے کے اندر مشرقی اور مغربی دونوں طرح کا نہایت بیش قیمت فرنیچر تھا۔ خیمے کے اوپر زواری
 ریشم ہو اور اندر باہر اٹلس چڑھا ہوا ہرن چمکے ستون پر سونے کا ایک تلج اور قتبہ ہے۔ باقی
 ستونوں کے اوپر صرف شہر کی کس ہیں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم اس خیمے میں فروکش ہوئے اور
 کہا نا کہا کر آرام کیا۔

کنیتہ القیامہ میں قیصر کی تشریف آوری

سپہر کو شہنشاہ نے کنیتہ القیامہ کی زیارت کا بندوبست کیا۔ سو اہلین بچے نیاری کا بگل ہوا۔ اور اس

تیار کی خبر مضافیسی اثر کی طرح شہر کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک پہنچ گئی۔ تمام شہر میں
 ہل چل پڑ گئی۔ لوگ زرق برق لباس سے آراستہ ہو کر سیر کو نکل کھڑے ہوئے۔ چار بجے کے قریب
 جلوس کی تیاری ہونے لگی کل عہدہ دارانِ سلطانی فل ڈریس میں حاضر تھے۔ چار بجے سوا
 باب الیافہ سے داخل شہر ہوئی۔ اس دروازہ سے کنیتہ القیامہ تک شرک پر گویا یہودیوں کے
 انبار تھے۔ راستہ میں فوجیں صف بستہ کھڑی تھیں اور جا بجا بیڈ کے دستے سریلے انگوٹھیں
 خوش آمدید کا ترانہ بجا رہے تھے۔ اس راہ کی اوپری تمام کھلی چتھیں آدمیوں سے بھری ہوئی تھیں۔
 نیچے کے درجن میں عورتیں اور بچے کچا کچھ بھرے ہوئے تھے۔ انکے مختلف لالوان لباس اور ہانڈ
 مصورتوں پر سوج کی شعاؤں کی ایک عجیب و غریب حالت پیدا ہوتی تھی۔

یہودیوں نے بھی سلطان کی اظہار اطاعت و فرمانبرداری کے لئے انجمن مذہب اور اعتقاد
 خلاف خلیل کے دوسرے قلعہ کے پاس نہایت عمدہ دروازہ بنایا تھا اسپر نہایت زرق برق چرو
 لگا تھے۔ اور زرین حروف میں حضرت یعقوب علیہ السلام بارہ فرزندوں کے نام لکھ کر لگائے۔
 اور ایک تاج کی شکل بنا کر بیل بوٹے موضع بنا گئے اور جواہر سے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کا نام لکھا
 تمام دروازہ خوشبو کی پھولوں سے بنایا تھا اور اگر عود، عنبر اور عطریات معطر کیا تھا۔

دوسرا عالی شان دروازہ مینوٹ پلٹی نے بنایا تھا۔ اس کو مصنوعی دروازہ کہنا نہیں چاہئے بلکہ وہ
 خود ایک مستقل نہایت عمدہ اور مستحکم عمارت تھی۔ اور بہت خوش ناما شرفی کام اسپر بنایا تھا۔
 تیسرا ایک اور دروازہ تھا جس پر مغربی طور کا کام تھا۔ غرض کہ اس طرح کی کھار یوں اور زینت سے تمام شہر
 تختہ چین بن گیا۔ اور ب خوبون کا ناظم پاشا کے سرسہرا ہے۔ کیونکہ وہی اس ہتمام کے
 ذمہ دار تھے

شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم ان تمام آرائشوں کو دیکھتے ہوئے اور رعایا سے عثمانی کی دعاؤں کے شور سنتے

ہوے باب الخلیل تک پہنچو وہاں سے کینتہ القیامہ تک خرا مان پیدل تشریف لے گئے دروازہ کے پاس لو فیکو سس بیانی بطریق جاعت لاطینی نے استقبال کیا۔ اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم لیجا کر کینتہ السلطین کے تمام آثار مقدسہ اور تبرکات کی زیارت کرائی۔ وہاں سے قیصر اور قیصرہ مقام الفلکین گئے وہاں آرٹین بطریق فرقہ ارمن نے استقبال کیا۔ وہاں سے کینہ ماری یعقوب مین (ارمنی گرجا کا نام) جاکر زیارات کیں۔ اسکے بعد شہنشاہ قبر مقدس پر آئے یہاں بیانی بطریق لاطینی نے ایک مذہبی تقریر اس طرح کی۔

بطریق نیانی کی تقریر

دوہ عبادت جسکو آپ دونوں (شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم) اب یسوع مسیح کی قبر کے روبرو ادا کرتے ہیں ایک نہایت مقدس عبادت ہوگی جو تمام عالم کو حیرت میں ڈالے گی۔ اور اس عبادت کے چار سو زمانہ میں جس میں دین کو نہایت سخت صدمے پہنچے ہیں مذہبی پابندیوں سے نہایت بے پردائی کی جارہی ہے اور آسمین بالکل فلور اگیا ہے۔ کل مذہبی حسنات اور خیالات انیسویں صدی کے انحطاط پر پہنچ گئے ہیں آپ دونوں کے مذہبی اعتقادات کا گہرا عمق ساری دنیا کے روبرو ظاہر ہو جائیگا۔ پس آپ دونوں کا یہ نیک کام ایک عمدہ مثال ہوگا۔ اور اس سے ایک عمدہ اور اچھا اثر جو سچی نام کو زندہ کر دے تمام دنیا میں پیدا ہو جائیگا۔ اور بے شبہ خدا سے رحیم ضرور آپ دونوں کو اس عبادت کی جزا عطا فرمائے گا۔ آپ دونوں پر اس کی جانب سے پاک اور مقدس برکتیں نازل ہوں گی۔ ہم تمام دین سچی کے خدام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت نشوع اور خضوع کے ساتھ یہ دعا کرنے سے باز نہیں آئیں گے کہ خدا آپ دونوں کو حافظ اور ناصر رہے۔ اور ایک عمر طویل آپ دونوں کو عطا کرے۔ اور خوش آئند اور مبارک زندگی سے آپ دونوں بسر کریں۔

الصفیہ

قبر مقدس کے پاس بطریق میاؤس پیشوا سے روم آرہو ڈکس استقبال کیا اور اسکے ساتھ کینتہ

دنیا کی زیارت کی اور آثار و تبرکات ملاحظہ کئے۔ باقی اور مقامات کنیتہ القیامہ کی مثل عمود الجبل و غیرہ کی زیارت کے بعد اسی جلوس اور تمام کے ساتھ قیصر دارالسفارت جرمنی کو تشریف لیکئے دارالسفارت میں مختلف اقوام عیسائیوں کے بشپ اور دول یورپ کے کونسل وغیرہ باریاب ہوئے شہنشاہ نے ہر ایک کے ساتھ اپنی عادت کے موافق نہایت تہاک اور گر محوشی کا اظہار کیا۔ رات کو خبر کونسل جرمنی نے شہنشاہ کی دعوت کی۔ تمام شہرین روشنی ہوئی۔ کل شہر دریائے نور معلوم ہوتا تھا کہانے کے بعد ارض مقدس کی زیارت کی یادگار میں شہنشاہ نے اپنی مقتدر مصاحبوں کو منع فرمایا آج دن میں یونانی بطریق اعظم دینسیاس حاضر ہوا اور شہنشاہ کو کچھ تبرکات نذر کئے۔

۳۸ اکتوبر ۱۸۹۸ء بیت المقدس

آج اتوار کا دن ہے صبح کو شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم پورے جلوس کے ساتھ بیت اللحم میں گئے۔ مولیٰ قاعدے سے ہر جگہ بطریق اور بشپ استقبال کو موجود۔ سات بجے قیصر نے قیصر کے سامنے بیت اللحم میں تاک انگور کے قریب ایک یتیم خانہ کا افتتاح کیا۔ اور اونچلکل گرجا میں شکر یہ کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ (چرچ آف نیٹی ویٹی) کی زیارت کی اور تہوڑی دیر تک ٹہرے رہے۔ اہل عرب اس جگہ کو کنیتہ المہد کہتے ہیں۔ بیت اللحم کی زیارت سے فراغ ہو کر ٹیمپل کو گئے اور وہاں سے پول آف بیتسڈا کی زیارت کے بعد یروشلم کے نیچے نیچے باب الیافہ کی طرف سڑک کو چلے چار بجے دن کے پھر سواری جبل زیتون (آلیوز) کی سیر کے واسطے تیاری ہوئی۔ پہاڑ پر خاص قیصر کے واسطے ایک جدید سڑک سلطان تیار کرانی ہے۔ اسی سڑک سے سواری چلی۔ جبل زیتون پر دوں گرجا (کنیہ سکویہ) میں داخل ہوئی۔ قیصر کا ذاتی بحری بینڈ موجود تھا۔ وہاں نماز پڑھی۔ خطہ شہنشاہ ایک جمرا ہی اتھونے پڑا۔ نماز کے بعد قیصر مع اپنے اسٹاف کے اس صہار میں داخل ہوئے جواز کے

روایات قدیمہ وہ مقام ہے جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے ہیں بعض اُسے گیتھسمین کا باغ کہتے ہیں۔ اس پہاڑ پر سے شہنشاہ نے بحر الکاہل (ڈیڈ سی) میں اریحا (جریکو) اور وادی اردن (جاردن) کی خوب سیر کی۔ جو وقت وہاں سے واپس آئے روہی گر جانے گنٹہ بچایا۔ داخلہ کے وقت بھی اس طرح گنٹہ بچا تھا۔ وہی بن شہنشاہ نے انگریزی کمانڈر کنینسہ ہیٹ جادو فیوس کی زیارت کی۔ یہ کنینسہ حال ہی میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک گنٹل ٹری کی فیاضی سے اُسے ظرف مل گئے ہیں۔ دو ہفتہ پیشتر مقام سلسبری کے رئیس الاساف نے گنٹہ بچے کو رسم افتتاح ادا کی تھی۔ شام کے چہ بجے شاہی سواری کپ بن داخل ہوئی۔

۳۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء بیت المقدس

جرمنی کنینسہ المخلص کا افتتاح

آج جرمنی پر پٹنٹ نگر گر جا کے افتتاح کا دن ہے جسکے واسطے قیصر نے اس قدر دور دراز سفر کو ادا کیا ہے۔ صبح سو تمام شہر گر جا کی تیاریاں ہونے لگیں قیصر کے آنے کا وقت آٹھ بجے کا مقرر ہوا تھا آٹھ بجے سے تمام لوگ جو اس رسم میں مدعو تھے آنے لگے۔ اس جلسہ میں ہر قوم ہر ملت اور ہر مذہب کے آدمی جمع تھے۔ یہ گر جا بہت روزوں سے بن رہا تھا۔ کل مصلح بیت المقدس کے نواح لیا گیا ہے۔ عمارت کا تہہ طرز کی ہے وسط گر جا میں کا تہہ طرز کی نہایت نازک محرابیں چہ پیل پائونڈ قائم ہیں۔ اسکے اوپر کا گنبد تمام بیت المقدس میں سب بلند ہے۔ اور خاص گر جا کی داخلی کا دروازہ مغرب کی طرف ہے۔ عمارت بہت وسیع اور نہایت شاندار اور خوبصورت ہے۔

وقت مقررہ پر شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی سواری کپ چلی۔ نوبے گر جا کا مغربی دروازہ کھلا۔ اور جن لوگوں کے پاس دعوتی کارڈ تھے وہ آکر اپنے اپنے مقامات پر بیٹھ گئے۔ ابھی اچھی طرح لوگ ٹینر نہ پا چکے تھے

کہ مشرقی دروازہ کھلا۔ اور تمام مشنوں کے استقف اور نشپ مذہبی لباس میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے پیچھے قیصر اور قیصرہ کی سواری بھی آگئی۔ اور سب آدمی خاموش بیٹھ گئے۔

قیصرہ کے قریب ہی ایک ڈنیش سردار تصویر ناظر پر کھڑا تھا اور اُس کے قریب ایک پادری صلیب لے ہوئے تھا۔ شہنشاہ کے سامنے ایک نامٹ (سردار) سیاہ لباس میں لپٹا ہوا کھڑا تھا۔ اور سیاہ لباس پر مالٹا کی صلیبیں بنی ہوئی تھیں۔ پاس ہی ایک ہزار رسالہ کا سردار چکدار نیلا ٹیگاباندھ تھا اور کمر میں استراخان کی تلوار لگائے کھڑا تھا۔ اصطباغ کا محض بائیں جانب تھا اور گردن سردار کو رٹ افسر ایلچی۔ اور مغربین کچہ کھڑے اور کچہ بیٹھے تھے۔ قربان گاہ کی سٹیر پیون کے سایہ میں کٹر ہوپ اور چند دیگر پادری نماز کے خیال میں متفرق بیٹھے تھے۔

تھوڑی دیر تک چاروں طرف خاموشی سے ایک سٹا سار رہا۔ مگر اس سکوت کو جرمی بیڈ نے توڑا۔ بیڈ نے نہایت سُریلی صدا میں ایک جرمی گیت شروع کیا جس کا یہ مطلب ہے کہ تھنٹ ایک استوار برج ہے۔ گرجی کی چھاتی ہوئی خاموشی میں یہ سُریلی لکشل صدا بہت ہی لطف دیتی تھی جب بیڈ نے اس گیت کا دوسرا حصہ شروع کیا اُس وقت گرجا کے پیانوں نے بھی ساتھ دیا۔ اُس وقت کی سترت بیلے باہر سے۔ تیسرے حصے پر گیت کے بیڈ زور سے بجنے لگا اور اُس کے ساتھ ساتھ پیانو کی بھی وہی آواز آئی تھی۔ ان آوازوں سے آخر گرجا گونج اٹھا۔ لاگ کے ختم پر ڈاکٹر ڈرے نڈرنے اڈریس پڑھا اور شہنشاہ کو سا تھی استقف اعظم دلار ڈیٹپنے رسم فتاح کی ابتدا کی۔ پہلے دعا مانگنی شروع کی۔ اُس کے ساتھ ہی شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم اٹھ کھڑے ہوئے اور بھی سب حاضرین کھڑے ہو گئے۔ اور سب نے استقف اعظم کے ساتھ دعا مانگی۔

دعا کے ختم پر استقف اعظم نے مذہبی وعظ کہا جو فوائد روحانی اور خیالات مذہبی سے پُر تھا۔ وعظ کے

ختم پر پانچویں بجے لگا۔ اسکے بعد شہنشاہ کے ساتھی ایک استغف نے ایک دوسرے اندر ہی خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد لیکرٹن (ایک قسم کی دو کبس جو گر جن میں ہوتی ہے) نیلی مچل کے خلاف سے ڈھکی ہوئی جسکے خلاف پر زور دوزی کام تھا اور ایک راہیس کو خرے اور فاختہ کا قربان گاہ کو پہلے زینہ پر رکھا گیا۔ شہنشاہ اور قیصر کے واسطے ممبر کے سامنے نہایت بیش قیمت ایرانی قالین پر کرسیاں بچھا دی تھیں اور گھٹنے ٹیکنے واسطے ایک ارغوانی فخل کی نادر جانا زبچی ہوئی تھی۔ اسکے بعد شہنشاہ گرسی پر سے اٹھے اور قربان گاہ پر چڑھ کر تھوڑی دیر تک دعا کے واسطے گھٹنے ٹیکے۔ پھر لیکرٹن پاس پلٹ آئے۔ پھر شہنشاہ بگم بھی اٹھ کر قریب کھڑی ہو گئیں۔

آج شہنشاہ آہنی بکتر مع کار کے پہنے تھے۔ سیاہ عقاب کا پٹیکہ (ساش) گلے میں تھا۔ قیصر کی ٹوپی پر شتر مرغ کے پر لگے تھے۔ اور گلے میں نہایت نازک زرد رنگ کا ٹیکہ (ساش) تھا اور اسپر ایک سرخ تمغہ دمک رہا تھا۔ قیصر کے عقب میں تین عورتیں تھیں۔

نماز سے فارغ ہو کر استغف اعظم نے اٹھ کر حاضرین جلوس کو دعا دی اور اسپر رسم افتتاح کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر شہنشاہ اٹھے اور جرمنی زبان میں اسپر بھی جسا یہ خلاصہ ہے۔

قیصر کی اسپر جرح آف ریڈ میسر (کنیٹلہ لٹل)

میر ارض مقدس اور خصوصاً بیت المقدس کی زیارت کو آنا کسی پولیٹیکل غرض سے تھا بلکہ میری غرض غایت یہی تھی کہ میرے قدم اُس پاک زمین میں آئیں جسکو ہمارے سردار اور ہمارے یسوع مسیح نے اُنیس سو سال پیشتر اپنے قدم رکھنے سے مشرف کیا۔ اور ایک خاص طور پر میں اس مقدس شہر کی زیارت کا جیسا یسوع مسیح نے اتھال کیا اور جہاں سے وہ آسمان پر گئے مشتاق رہا کرتا تھا ہم پر واجب ہے کہ اصلی اور حقیقی دین مسیحی کو تمام دنیا میں شہر کر دیں تاکہ وہ ایک بہت ہی اُونچے مینا کی روشنی کی طرح ہر مقام اور ہر زمانہ کو منور کرے۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس نور کو چھپا دیں جسکی

طبیعت میں روشنی ہے۔ یہی خیال میرے والد ماجد اور جد امجد کے دل میں تھا۔ اور اسی خیال نے انکو ان مقدس مقامات خصوصاً بیت المقدس کی زیارت کی ترغیب دلائی تھی اور انکا خیال تھا کہ اس شہر میں ایک مسیحی پرائسٹنٹ گرجے کی بنیاد ڈالیں۔ چنانچہ انھوں نے اُسکی بنیاد رکھی اور میرا کام بھی باقی رہا کہ اُس مبارک کام کو جسکا پورا کیا جانا میرے سپرد ہوا تھا اور جو ایک لازمی اور واجب امر تھا اور جس سے گریز نہیں ہو سکتی پورا کر دین۔ میں ہمیشہ دین برحق اور ان صحیح اعتقادات کا جو مجھے میرے آباؤ اجداد سے ملے ہیں محافظ رہو گا۔ میرا ایمان سردار مسیح کو ساتھ لے کر مستحکم چٹان پر ثابت ہے، اور میں ہمیشہ یسوع مسیح کے ساتھ ایمان حقیقی پر چڑھتا ہوں کہ وہ انجیل مقدس میں مذکور ہے اور جس کلمہ پر میری سلطنت کی بنیاد رکھی گئی ہے تمسک رہو گا۔ خدا کے نام کی عزت اور کلیسا کی بہبودی کے لئے میری کوششیں مکمل طور سے مبذول ہوں گی۔“

اسپیچ کو ختم پر بڑے زور و شور سے چیر زہوے اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم وہاں سے باب الخلیل تک پیدل آئے اور گاڑی پر سوار ہو کر کپ کو تشریف لے گئے۔ قیصر کی آواز بہت صاف ہو اور خوب صاف تقریر کرتے ہیں۔ مگر تلفظ میں اسطرح کی سختی ہے جیسی کہ فوجی افسر دکنے تلفظ میں ہوا کرتی ہے۔ اسی اگر جابین ڈاکٹر پوس ڈیر صیغہ مذہبی روس نے ایک اڈریس پڑھا۔ قیصر نے اُسکے الفاظ و فادایا شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ سبکو چاہئے کہ اپنی پچائی اور صداقت سے اپنے مذہب کو تقویت دیں اور خدا اسوقت کی نماز میں برکت دے۔

مقبرۂ داؤد علیہ السلام کی زیارت

آج دکنے تین بجے قیصر نے حضرت داؤد علیہ السلام مقبرہ کی زیارت کی۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سو مسلمانوں کے کوئی غیر مذہب کا آدمی عرصہ سے بنین جاسکتا تھا۔ مزار کی زیارت کی قیصر نے

شیخ کمال الدین آفندی ناظر اوقاف سے پہلے سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ جسوقت صحن خزار میں داخل ہوئے کمال الدین آفندی نے کہا تمسے پہلے اس مکان میں کوئی بادشاہ کبھی نہیں داخل ہوا۔ اگر تم امیر المومنین کے دوست نہ ہو تو تم کبھی بھی داخل نہ ہو سکتے۔ اسکا ترجمہ جب توسیق پاشا سفیر ترکی متعینہ برلن نے قیصر کو سنایا وہ بہت غوش ہوئے۔ اور شیخ سیچہ بار مصافحہ کر کے کہا میں اس اجازت کے لئے خاص طور پر سلطان کا شکریہ ادا کر دینگا۔

اس مقام کو انجیل میں عطیہ صہیون کہا ہے۔ اور عیسائیوں کے عقیدے کے موافق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود کے بعد عواری اسی جگہ جمع ہوئے تھے۔ اس مقام سے قریب ہی وہ زمین ہے جو قیصر کو سلطان نے عطا کی ہے۔ یہاں سے اسی قطعہ کو گئے۔

قیصر کو سلطان کی طرف سے زمین عطا ہو چکا ہے

مقبرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زیارت سے واپس ہو کر قیصر اسجکا تشریف لاؤ جو حضرت سلطان نے قیصر کو عطا کی ہے اسجکا کا نام لاڈارٹین ڈی لاڈیگری ہے عطیہ زمین کا قریب ایک ایکڑ کے کچھ زیادہ اس کی ضابطہ قانونی کے موافق پہلے سے تحصیل ہو چکی تھی۔ جسوقت شہنشاہ یہاں آئے رسم تملیک بھی لگائی۔ قیصر کے ساتھ تمام اعلیٰ عہدہ داران سلطنت۔ مشاہیر شہر مشہور شہب اور سفرائے جرمن وغیرہ تھے۔ توسیق پاشا سفیر عثمانی متعینہ جرمنی نے آگے بڑھ کر اس زمین کے عطیہ کا سلطان کی طرف سے اظہار کیا۔ اور اس کے متعلق دستاویزات قانونی پیش کیں۔ دستاویزین ہوسیو سیلف وزیر خارجہ نے لیں۔ اسکے بعد جرمنی نشان اور شہنشاہ کو خاندان کا خاص علم مقام فرسجد پر نصب کیا گیا۔ اور جرمنی میڈ نے مبارکباد بجاوائی۔ اسکے بعد قیصر نے ایک اسپچ بھی جسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسپچ قیصر بروقت قبول ارضی عطیہ سلطانی

درجست مکان سلطان عبدالعزیز خان نے میرے مرحوم باپ کو باغہ نام کا قطعہ زمین ہدیہ دیا تھا۔

جسین وہ گرجا تعمیر ہوا جسکی رسم انتقال آج صبح عمل میں آئی اسبطح میرے دوست سلطان عبدالحمید خان نے
مجھے یہ زمین ہدیہ دی ہے جسین ہم کھڑے ہوئے ہیں جبطح کہ ہمیں پہلی زمین پر پڑاٹنٹ جرمینو نکا
گرجا بنایا اسی طح ہم اس دوسری زمین میں انٹاٹنٹ کیتو لک جرمینو نکا گرجا بنائینگے۔“
شہنشاہ نے اپنے گرجا بنانے کے ارادہ کو پہلے سے بذریعہ تار کے پوپ روم کو مطلع کر دیا تھا۔
قیصر کی تقریر کے خاتمے پر بطریق لاطینی نے اپنی طرف سے اور کل رومن کیتو لک کی طرف سے اس ارادہ کی
شکر گذاری ظاہر کی۔ اور اس تار کا ذکر کیا جو پوپ رومہ الکبر نے شہنشاہ کو بھیجا تھا اور جسین شہنشاہ کے
اس احسان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

یہاں سے قیصر اور قیصرہ فارغ ہو کر دیرالارمن کو گئے اور خوب سیر کر کے انچکپ کو تشریف لائے۔

تخائف باشندگان بیت المقدس

یہاں بہت قیمتی اور نادر تحفے قیصر کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آرتھوڈوکس فرقہ کے بطریق عظم نے ایک
الہم نذر کیا جسین یاخذاور بیت المقدس کے تمام عمدہ مناظر اور گرجوں کی تصویریں ہیں۔
الہم کی جلد صدف کی ہے جلد پر ایک طرف شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی تصویریں ہیں اور دوسری طرف
ولیم اول اور انکی بیگم۔ اور فریڈرک ثالث اور انکی بیگم کی تصویریں ہیں۔ اسبطح مجلس بلدیہ (میونسپلٹی)
نے ایک صدف کی جلد کا الہم نذر کیا صدف پر سنہری کام ہے۔ بیت اللحم میں سیپ کا کام بہت
خوب تیار ہوا ہے دو دونوں جلدیں بھی وہیں کی بنی ہوئی ہیں۔

جرمنی نوآباد باشندوں نے میونسٹن کو گرجا میں ایک انجیل نذر کی۔ یہودیوں کی طرف سے اڈریس میں ہوا
غرض کہ اسقدر تخائف پیش ہوئے جنکی تفصیل میں بہت دشواری ہے۔ قیصر نے بھی بہت
تمغے اور شان مرحمت کئی

بیت المقدس میں گھنٹہ بجانکی اجازت طانی

تین سو برس سے کسی گرجا میں گھنٹہ نہیں بج سکتا تھا مگر حضور امیر المومنین نے جرمنی کے چچ آئیسبر
یا کیتھہ انھلکس کو گھنٹہ بجانے کی اجازت عطا فرمائی۔ مسلمانوں نے تعصب کی سچی شہادت نہ دی۔

یکم نومبر ۱۸۹۸ء مسجد عمر اور حوض سلیمان کی زیارت

صبح کے کہانے کے بعد قیصر اور فیصلہ نے حرم شریف یعنی مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی
یورپین جب مسجد میں جاتے ہیں تو انکے بوٹوں پر ایک قسم کیلپہ پہنا دیے جاتے ہیں۔
کیلپہ دن کی قطع قریب قریب اٹلی کے کسانوں کے جو تون کی سی ہوتی ہے جنکو کٹوسی کی
کہتے ہیں۔ ایک چڑے کا ٹکڑے میں تسمکہ ذریعہ سے چپاں ہوتا ہے۔ اسکو پہنکر چلنے میں سخت
تکلیف ہوتی ہے۔ اور غالباً جرمن کے حامدین کے جیک بوٹوں پر تو وہ آہی نہیں سکتے۔ دروازہ
پر تمام لوگوں کو کیلپہ پہنا دیے گئے اور پھر یہ جماعت مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئی۔ بعض کے بوٹوں پر
کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ مسجد کے مہتمم اعلیٰ نے تمام حالیثان اور نادر عمارتوں کی سیر کرائی۔ جو وقت شہنشاہ
مسجد کے خاص دروازہ میں داخل ہوئے فوٹو کے بہت کیمے لگے ہوئے تھے فوٹو گرافروں نے
فوٹو لئے۔ آخر میں خود شہنشاہ بیگم نے قیصر کا فوٹو اپنے آپ کیمہ لگا کر لیا۔ اور مسجد کے مختلف جگہ
سے فوٹو لئے۔

قیصر مسجد کی زیارت سے فارغ ہو کر مہتمم مسجد سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوئے۔ اور سلیمان علیہ السلام حوض کو جا
ملاحظہ کیا۔ یہ مقام شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے پیرکپ کو لپٹ کر آئے۔

۲ نومبر ۱۸۹۸ء

آج صبح قیصر اور شہنشاہ بیگم جبل زیتون کی زیارت پر گئے۔ اور گھنٹہ بہرہ ومان ٹہرے رہے۔

۳ نومبر ۱۸۹۸ء

صبح کو قیصر اور قیصرہ نے جرمنی شفا خانہ اور دارالفکر کا ملاحظہ کیا۔ ظہر کے بعد مقبرہ سلاطین کی زیارت کی گئی اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک ان تاریخی مقامات کی سیر کی۔ مقبرہ سلاطین سے کنیتہ المخلص (چرچ آف رڈیمپر) میں گئے اور وہاں آدھ گھنٹہ قیام ہوا۔

۴ نومبر ۱۸۹۸ء بیت المقدس سے روانگی

آج یہاں سے سفر ہوگا۔ چنانچہ دکنے دس بجے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم مع اپنے کل اسٹاف کے ٹرین میں سوار ہو کر یافہ کو پلٹ گئے۔ دس بجے ٹرین یافہ کے اسٹیشن پہنچی۔ ریل سے اتر کر سیر کرتے ہوئے بندرگاہ پر پہنچے۔ وہیں زولرن قیصری جہاز تیار تھا۔ اسپر سوار ہوئے اور شام کو جہاز سے بندرگاہ سے لنگر اٹھایا اور بیروت کو روانہ ہوا۔ علی سامی بے کو سلطان نے قیصر کے ساتھ مقامات کے فوٹو لینے اور تین الیم تیار کر نیکا حکم دیا تھا۔ روانگی کے وقت علی سامی بے نے دو الیم تیار شدہ قیصر کی خدمت میں سلطان کی طرف سے پیش کئے۔ شہنشاہ نے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور انہیں ایک تمغہ عنایت ہوا۔ راہ میں ہر جگہ سلطان کی طرف سے برابر استقبال اور اظہار مسرت رعایا کی طرف سے ہوتا تھا۔

۵ نومبر ۱۸۹۸ء بیروت میں ورود

۵ نومبر کو سپر وقت قیصری جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا۔ دو نکلور شہید پاشا اور اہالیان شہر کو وقت داخلہ کی اطلاع پہلے سے بذریعہ تار دی جا چکی تھی۔ قیصری جہاز ٹھنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ہزار شہنشاہ کا شہر ساحل پر اپنے سلطان کے مکان استقبال کے واسطے جمع ہو گئے تھے۔ جہاز کے داخلہ پر عثمانیہ جہاز اور خشکی کی باٹریوں سے سلامی ہونے لگی۔ رشید پاشا مع دیگر اراکین کے کشتیوں میں سوار ہو کر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعد ملاقات کو واپس آکر اطلاع دی کہ شہنشاہ دوسرے دن نماز ظہر

وقت جہاز سے اترینگے۔ یہاں سے قیصر نے اخبار شکر گزاری کا ایک تاریخ سلطان کو دیا۔ اور اسے
سے بھی جواب آیا۔

۶ نومبر ۱۸۹۸ء بیروت

دوپہر سے تمام ناشائی گلی کوچوں میں بہر گئے۔ اور سلطان فیضین شکر کن پر دور یہ منصب تکہر ہی گئیں
ظہر سے پہلے رشید پاشا والی صوبہ۔ شاہکرا پاشا کمانڈر افواج۔ عزت۔ لوعبدالقادر آفندی پرنسپل
مینیوئل کمیٹی و مالک اخبارات الفنون عربی استقبال اور مینیوئل کمیٹی کی طرف سے ہریہ پیش کر کے
غرض سے ہو بہو نذران جہاز پر گئے۔ قیصر اور قیصرہ نے ہریہ کو بہت خوشی سے قبول کیا۔
اور تینوں صاحبزادوں کو اپنے ساتھ کہانے میں شریک کیا۔ کہانے سے فارغ ہو کر قیصر اور قیصرہ مع کل
اسٹاف کے بندرگاہ میں اترے۔ مدرسہ باکوۃ الاحسان کی کم سن لڑکیوں نے چلوں کھایا کفیس
گلہستہ پیش کیا۔ انہیں سے ایک لڑکی نے نہایت جربستہ تقریر کی۔ اور شریف آدری پرنسپل
کیا۔ قیصر اور قیصرہ نے گلہستہ لیکر بہت محبت سے لڑکیوں سے ہاتھ ملایا۔ اور شاہانہ جلوس کے
ساتھ جہاد و جلال میں آستانہ علیہ سے کچھ ہی کم تہا پر اسٹنٹ عیسائیوں کے شفاخانہ کو تشریف
لے گئے۔ راہ میں قیصر اور قیصرہ سر کے اشارہ سے اہالیان شہر کو سلام اور نعرے خوشی کا جواب دیے
شفاخانہ کے دروازہ پر مسرتوں میں مہتمم شفاخانہ اور دیگر افسروں نے استقبال کیا۔ شفاخانہ کے دروازہ کے
پاس ہی بیروت کے مشہور طبی کالج اور نیز بیروت کی یونیورسٹی کو مشہور و معروف پروفیسر بھی کھڑے ہوئے
آدھے گھنٹہ تک شفاخانہ کا ملاحظہ کیا۔ اُسکے بعد قیصرہ جرمنی مدرسہ میں گئیں مہتمم مدرسہ نے
بہت سی دیر پیش کئے۔ قیصرہ نے صفائی اور طلبہ کی استعداد کی تعریف کی۔ مشہور شاعر زاق
آفندی حداد نے ایک قصیدہ قیصرہ کی مدح میں پیش کیا۔

جو وقت قیصرہ مدرسہ کو گئی تھیں قیصر فوج کی بارکون میں چلے گئے تھے۔ عصمت بے چاؤنی کے کمانڈنگ

شہنشاہ کا استقبال کیا اور فوج نے سلامی سی۔ فوج کا جائزہ ہوا قیصر نے فوج کی باقاعدگی اور نظم و ضبط اور ترتیب کو پسند فرمایا اور بہت تعریف کی۔

جائزہ کے بعد شہنشاہ باغ فاروقیہ کو تشریف لے گئے اور وہاں قیصر بھی آکر مل گئے۔ مغربیوں کی چار اور قبوہ کی تواضع ہوئی۔ شہنشاہ اپنے مینر بانو نکاشکر یہ ادا کر کے پھر ہی قیصرہ باغات اور گل میں ہوا کہا تھے جو سے دارالحکومت اور سواروں کی بارکون کی راہ سے شام کے قریب اپنے جہاز میں رات کو دو روز سے برابر تمام شہر سرسبز اور افغان معلوم ہوتا تھا۔ جو انتہائی خوشی کا شہر تین تہا وہی تیار پر بھی تہا آج بھی شب کو نہایت عمدہ روشنی ہوئی۔ رات کو کہا نے پر شہنشاہ نے اعلیٰ عہدہ داران عثمانیہ کو مدعو کیا۔ کہا نے پر اپنے سیاحت کے حالات میں قیصر نے ہر مقام کے استقبال اور اہتمام پر خواہ سرکاری تہا یا رعایا کی طرف سے بہت مسرت اور خوشنودی ظاہر کی اور اسی مضمون کا ایک تاحضرت سلطان العظمیٰ کی خدمت میں روانہ کیا۔

علی سامی نے بیردک کے مناظر کا البم حاضر کیا۔ قیصر نے انہیں ایک اور تحفہ عطا کیا۔ اور اسکے سوا بہت تحفے مشاہیر شہر بیردک کو عطا ہوئے۔

۱۸۹۸ء دمشق کو روانگی

صبح کے آٹھ بجے شہنشاہ اور قیصر دمشق کی روانگی کے واسطے ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ اسپیشل ٹرین تیار تھی۔ اسٹیشن کو بہت ہی اچھی طرح آراستہ کیا تھا۔ سوار ہونے سے قبل مینیو سیلٹی ممبر پیش کئے گئے۔ قیصر نے سب ترکی سر داروں سے ہاتھ لایا اور ریل پر سوار ہو گئے۔

بیردک کے صدر اسٹیشن سے معلقہ زحلہ مقام تک جا بجا راہ میں آرائش اور استقبال کا انتظام تھا۔ صرف غریبی دستے جو ہر مقام پر سلامی کے واسطے موجود تھے انکی تعداد چار ہزار ہے۔ دسکے دستے کے قریب اسپیشل ٹرین عالمیہ نامی مقام پر پہنچی۔ لغوم پاشا گورنر علاقہ جبل لبنان نے انجمن کی تعینیت

مین بہت ہی اہتمام کیا تھا۔ ایک تو عایب خود ہی پر لطف سیرگاہوں کی وجہ سے تمام ملک میں مشہور ہے اسپرگورنر کی کوشش نے اور چار چاند لگائے۔ بہت کچھ دے جو بہانہ نہیں پیدا ہوتا۔ دوسرے مقامات سے منگوا کر لگائے۔ اور ان کی غور و پرداخت یورپ کے موجودہ طریقے پر کی جاتی تھیں۔ پر ریت کا فرش عجیب لطف دیتا تھا۔ ایش سے تھوڑے فاصلے پر ایک عارضی تہا، خوشنما چمن بنا کر اسی چار عایشان خیمے نصب کئے تھے۔ ایش سے وہاں تک مخلی فرش تھا۔ پلیٹ فارم پر بغوپاشا اور ان کی لیڈی نے استقبال کیا۔ قیصر اور قیصرہ اتر کر خیمہ میں آئے اور کہا کہ آیا۔ کہانے کے بعد چار بیرونی جوانوں کی شمشیر بازی کا تماشا دیکھا۔ یہ نوجوان مسلمان اس فن میں یدِ طولیٰ کہتے ہیں۔ قیصر ان کے کرتبے بہت خوش ہوئے اور ان کو پاس بلا کر ایک ایک کا نام دریافت کیا اور ان کی تلواریں دیکھیں۔ اس امر سے قیصر کو سخت حیرت ہوئی کہ باوجودیکہ وہ باہم الملک ہاتھکڑے تھے مگر کسی کی تلوار میں گوشت مین بیٹھنے کا نشان نہیں ہے۔ جب اس کی وجہ پوچھی تو ایک نے جواب دیا۔

”دھم آپس میں دوست صادق ہیں اس لئے ہماری تلواریں ایک دوسرے کے جسم میں نہیں گذر سکتیں۔ لیکن اگر دشمن سامنے ہو تو ہر چار تلواروں کے کاٹ دیکھو۔“

فرزاد فرزون نے استقبال کے موقع کے۔ نوجوان شمشیر بازوں کے اور تیس روزی شیعہ کے جو موجود تھے فوٹو لئے۔ اسی موقع پر قیصر نے لغوم پاشا کی بیوی سے کہا۔

”۲۹ برس بڑے میرا بپ فریڈرک بہان آیا تھا اور تمہارے باپ فرخو پاشا کا بھانجا تھا۔“
پھر لغوم پاشا کے خورد سال بچے کو مخاطب کر کے کہا۔

”میرے باپ نے تیرے نانا سے ملاقات کی تھی اب میں تیری والدہ سے مل رہا ہوں اور اُس کے کہ جب میرا دلچسپ بہان آئیگا تو تو لبنان کا گورنر اور دولت علیہ عثمانیہ کی مخلصانہ خدمت میں آئیگا۔“

قیصر نے باغ کے درختوں کو پسند کیا۔ اور بعض نایاب درخت اپنے ساتھ لے گئے۔ نغوم پاشا اور ان کے اکثر ماتحتوں کو تنگے وغیرہ عطا کر کے آدھے گھنٹے کے قیام کے بعد ریل میں سوار ہو گئے۔

یہاں آگے سعد نایل اسٹیشن پر گاڑی ٹہری۔ مقامی حکام استقبال کے واسطے موجود تھے۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے عرب سواروں کا کرتب ملاحظہ کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر قریب ایک بجے کے محلقہ زحلہ میں گاڑی رکی۔ شام کا گورنر اور مشیر شاہ کرپاشا وغیرہ اعلیٰ ارکان و دولت اور کسی فوجی دستہ استقبال کے واسطے کھڑے تھے۔ یہ لوگ رسم سلامی ادا کر کے اسی وقت اپنل ٹرین میں دمشق کو روانہ ہو گئے۔ قیصر نے ریل سے اتر کر خیموں میں کہاٹا کہاٹا کیا۔ اور قدرے استراحت کے بعد سوار ہو گئے۔ شام ساڑھے پانچ بجے دمشق میں پہنچے۔

دمشق میں ورود

دمشق کی آراستگی کا بیان فضول ہے۔ کیونکہ جب چوٹے چوٹے مقامات پر اس شان سے استقبال ہوا جو قیصر جیسے مہمان اور سلطان اعظم جیسے میربان کے لئے موزوں ہے تو پہر ایسے شہر کی تیاری اور دھوم دھام کا کیا بوجھنا جو تمام شام کا صدر مقام ہے۔ مشرقی شہروں میں مشہور شہر صنعت و حرفت کا معدن اور مشرقی تمدن کا بچا ہوا نمونہ ہے۔ جب دمشق کی ان خصوصیات کے ساتھ مہمان اور مہمان نواز کی عظمت و شان بھی شامل کر لی جائے اس وقت کچھ اندازہ یہاں کی آرائش کا ہو سکتا ہے، جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ حضور سلطانی اور رعایائے عثمانی کے دوست قیصر جرمن کا استقبال سلطان کو خاطر خواہ منظور ہے تو تمام شہر غرضنودی آقا کے واسطے آرائش میں جان توڑ کر کوشش کرنے لگا۔ شہنشاہ کے قیام دمشق میں یہاں وہی طمطراق تھا جو یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں محشی شاہ کی آمد میں ہوا کرتا ہے۔

یورپ میں طریقے کے مطابق کام کرنے کے واسطے علیحدہ علیحدہ کمیشن مقرر ہو گئی تھیں۔ اور کمیشن نے

اپنا اپنا فرض سنجی ادا کیا۔ میونسپلٹی نے شہر کی درستی کی تاریخی عمارتوں اور یادگاروں کی مرمت میں فوجی حلقہ میں علیحدہ مستام ہوا۔ چنانچہ جو اد پاشا نے اس حسن انتظام کو دیکھ کر بہت پسند کیا۔ شہر کا صیغہ بالکل علیحدہ تھا۔ اس جلسہ میں بیدار و مبشار مخلوق طرست بعد اور ہر درجہ کی جمع تھی۔ مگر نہ کوئی فساد اور نہ رعایا میں کوئی جھنجھی پیدا ہوئی۔ یہ امر گورنمنٹ کو حسن انتظام کے علاوہ باشندوں کی فطرتی اور خلقی مہما پسندی کا قوی ثبوت ہے۔

اسٹیشن پر ناظم اور دیگر عہدہ دار حاضر تھے پاشا نے قیصر کے ورود پر ادا اعیان دولت کو پیش کیا قیصر نے سب سے ہاتھ ملایا۔ اس وقت سورج غروب ہو گیا تھا۔ قیصر چاگھوڈو کی گاڑی میں اور قیصر گھوڑے پر سوار ہو کر اسٹیشن سے چلے۔ راستہ میں سلطان سلیم خان اول فاتح شام دمصر کے نتیجہ کے پاس توپخانہ کی فوج شہر تک کھڑی تھی جو وقت قیصر کے مقابل آئے کہیں فیر کی سلامی ہوئی۔ آہنی پل کے قریب اعداد وید عسکریہ رشیدیہ بیضا عیہ اور دوسرے مدارس کے طلباء کی صفیں جمی کھڑی تھیں۔ انہوں نے ایک آواز ہو کر چوقیش کا نعرہ لگایا۔ وزراء دولت پیشین سے سیدھے سرے عسکریہ کے دائرہ مشر (فوجی جبریل کی کوٹھی) میں استقبال کے واسطے لگے تھے۔ جہاں شہنشاہ مقیم ہو گئے۔ یہ عمارت دینار پونڈ میں درست ہوئی ہے۔ کوٹھی کے باہر فوج آراستہ کھڑی تھی قیصر نے فوج کا جائزہ لیا۔ اور مہمان خانہ میں قیام فرمایا اور باقی اسٹاف ہوٹل مبراوی میں ٹہرایا گیا۔ قیصر نے آتے ہی سلطان المعظم کو شکریہ کا تذکرہ کیا۔ اور وہاں سے جواب اس وقت آگیا۔

تہوڑی دیر کے آرام کے بعد کہا نا کہا یا۔ میز پر چائیس کرسیاں تھیں اور کہا نا کہلانے والے نے کہا میں تھے۔ انہیں سے پانچ آدمی خاص مجلس اسطانی کے تھے اور مشہور باورچی توفیق بک آفریدی کے ہمراہ آئے تھے۔ ترکی افسر بھی کہا نے میں شریک تھے۔ ڈنر پر قیصر نے استقبال کے اہتمام بہت سہرٹ ظاہر کی۔ اور کہا۔

در دمشق میں جب طبع میرا استقبال ہوا اُس سے مجھے بہت مسرت ہوئی اور ایسا مجمع کثیر بنے نہ
ایک دفعہ اپنی تاج پوشی کے وقت دیکھا تھا کہ رات کو خوب آتش بازی چوٹی اور عمدہ روشنی ہوئی

۸ نومبر ۱۸۹۸ء دمشق مسجد جامع امویہ کی زیارت

صبح کے آٹھ بجے قیصر کوڑے پر اور قیصرہ گاڑی میں سوار ہو کر جامع مسجد کو روانہ ہوئے۔ مسجد
تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر رہی تھی کہ ازراہ ادب پیدل ہو گئے۔ مسجد میں جا کر پہلے حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی۔ پھر کل مسجد میں پھر کر سیر کی۔ مرمت کا کام جو ابھی جا رہی
ملاحظہ کیا۔ اور معماروں کی قابلیت بہت خوش ہوئے جنہوں نے اپنے کام سے ثابت کیا کہ
کہ عربی صنعت کی عمارت ابھی دنیا سے ناپید نہیں ہوئی ہے۔ اور چند دینے والوں کی ہمت پر آؤنگا
کی۔ قیصر نے موسیٰ اویری انجینئر صوبہ کو طلب فرما کر دریافت کیا کہ تمہارے ماتحت کوئی آدمی
یورپ میں معمار ہے۔ اُسے عرض کیا سو اگیرے کوئی نہیں ہے۔ اور یہ سب کام دیکھ کر رنج
اس بات قیصر کو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی۔ پھر انجینئر سے دریافت کیا کہ معمار کی کیا اجرت ہو
عرض کیا کہ اڑھائی فرینک۔ پھر ارشاد ہوا کام کس قدر عرصے میں ختم ہو جائیگا۔ اُسے عرض کیا
بغایت اعلیٰ حضرت سلطان اعظم اور توجہ گورنر صوبہ دو سال میں پورا ہو جائیگا۔

تین گھنٹے تک مسجد کی سیر میں مصروف رہی۔ اور وہاں سے مشہور نامور اسلامی خانہ کعبہ الکبیر
سلطان صلاح الدین ایوبی کے مقبرہ پر تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔
وہاں سے واپس آکر قیصرہ نے ایک نہایت خوبصورت چادر اپنے شوہر کی طرف سے تبریک بھیجی۔

اس مسجد جامع کے حالات کو محمد ابن جبر نے اپنی سفر نامہ عربی میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اسی مسجد میں وہ عجیب و غریب شہر
تھی جس کی شہریت یورپ کو حیران کر دیا ہے۔ سفر نامہ محمد ابن جبر کا اردو ترجمہ مطبع احمدی ریاست رامپور کو پرنٹر خانہ میں شائع
ہو اور اُسکی تحفہ قیمت دو روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ ناظرین اور ضائقین عجائبات جہاں مطبع میں درخواستیں بھیجیں۔

اسپر عربی میں یہ عبارت منقوش تھی۔ ویلھم الثانی قیصر المانیا و مملک بروسیا تھا کہ لا
البطل السلطان صلاح الدین الا یوبی مراد سے پلٹ کر قیصر اور قیصرہ اسعد پاشا کے
محفل کی سیر کو گئے۔

اسعد پاشا مرحوم وزیر کو محفل کی سیر

اسعد پاشا کا محفل اپنی بے نظیر صناعت اور زیب و زینت کی وجہ سے شہرہ آفاق ہے جسوقت
قیصر اور قیصرہ اس محفل میں پہنچے اسعد پاشا کی اولاد نے مثل عبداللہ پاشا اید کاٹنگ اور صادق
وغیرہ نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس عمارت کے گرد پر نہایت نفیس اور بمثل طلائی اور
مینا کا کام ہے۔ ایک ایک کمرہ شہنشاہ اور قیصرہ نے ملاحظہ کیا۔ سب سے آخر کمرے میں نادر اور بمینا خاں
چینی کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اور اُس کے وسط میں ایک مینہ پرو بہت بڑی اور خوبصورت تاجین اور
درمیان میں ایک عجیب و غریب چینی کا پیالہ رکھا تھا۔ قیصر کو یہ تینوں برتن کچھ ایسے بدلے معلوم ہو گئے کہ کچھ
لنگ آہنیں غور سے دیکھنے لگی۔ لاک مکان منہ مار لیا کہ یہ ظروف پسند ہیں۔ اس وقت قیصرہ عرض کیا۔
در میری نہایت خوش قسمتی ہوگی اگر قیصرہ اپنی پسند کی چیز کو لینا منظور فرمائیں؟ قیصرہ نے جواب دیا۔
اور ہم تمہارے مکان کو دیکھنے آئے ہیں نہ کہ نوٹھنے؟ اسپر لاک مکان نے یہ عمدہ جواب دیا۔

در لے شاہ زادانہ تبار یہ کوئی کوٹ نہیں ہے کیونکہ ہم اور ہمارے اموال ہمارے مالک امیر المومنین کی
ملکیت ہیں اور آپ کی ذات اسکی عداوت دوست ہے اور یہ امر مسلم ہو کہ دوست دوست ہیں کوئی فراق
نہیں ہو تا پس اگر جناب کو کچھ لینگے تو اپنا ہی مال لینگے؟ اس تقریر کا جب ترجمہ سنایا گیا تو قیصرہ اور
باخفہ و ص قیصرہ بہت متعجب ہوئیں اور کہا۔ اگر تمہارا یہی منشا ہے تو ہم اس مکان کی سیر کی یادگار میں
یہ تین برتن لے لیتے ہیں؟ امیومت برتن اٹھا کر فلام کے سپرد کر دیے گئے۔ اسکے بعد سب مکان
مکان کے صحن میں آئے۔ یہاں لاک مکان نے اپنی قہرچ کے لئے تماشا کرنے والے عرب مرد اور

عورتوں کو بلا کر جمع کر رکھا تھا اس کھیل کا نام لعب الدبکتہ ہے۔ تماشہ کرنے والے سب اپنے عجیب و غریب قومی لباس سے ملبوس تھے۔ ناچ اور تلوار کے کرتبوں کو دیکھ کر سب لوگ خوش ہوئے قہوے اور شربت کی تواضع بھی ہوتی جاتی تھی۔ قیصرہ تو اس قدر مسرور ہوئیں کہ گوتین منصور موجود تھے مگر انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ناچنے والے عربوں کے فوٹو لئے۔ اسکے بعد اور مصدرون نے قیصر کے حکم سے مکان کے مختلف حصص اور تماشا گریوں کے مختلف اضلاع کی تصویریں لیں۔ اور سب جہان میزبانوں کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے۔

حیران آفندی کے مکان کی سیر

اب غرملو حیران آفندی عیسائی شامی کے مکان کی سیر کیلئے آئے۔ یہ عمارت بھی عجیب و غریب قدیمہ اور نوادرات صنایع کی بابت بہت مشہور ہے۔ پہلے یہ مکان انطولی آفندی شامی کی ملکیت میں تھا۔ ۲۹ برس ہوئے جب قیصر کے والد فریڈرک ثالث سیاحت فلسطین کے موقع پر اس محل میں آئے تھے اور یہیں شب باش ہوئے تھے۔ قیصر نے کل عمارت کی سیر کی جب اُس کمرے میں آئے جہاں اُنکے والد شب باش ہوئے تھے۔ تنظیم سے ٹوپی آٹارلی اور اُسکی تقلید میں مہلری ہی ننگے سر پہان بھی قہوہ اور شربت پیش کیا گیا۔

محل کی سیر سے فارغ ہو کر شاہی پارٹی جرمن کونسل مقیم دمشق کے مکان پر گئی۔ اور میں منٹ کے قیام کے بعد ساڑھے گیارہ بجے قیام گاہ کو پلٹ آئے اور دوپہر کا کھانا کھایا۔

فوج کا جائزہ اور عرب شہسواروں کے کرتب

دیکھئے اٹھائی بجے قیصر سوار ہو کر مرجہ کے دلفریب میدان میں فوج کے جائزہ کے واسطے آئے۔ بریڈ پر سولہ پلیٹین اور اڑتالیس توپیں حاضر تھیں۔ سلامی کے بعد قیصر ہر ایک صف میں گتو اور خوب غور سے فوج کی حالت دیکھی۔ پہر جائزہ شروع ہوا جنرل صفی پاشا پانچویں جیش جاپون کے کمانڈر

حکم دیا اور خود شہنشاہ کے پیچھے اکھڑا ہوا۔ اس حکم پر ہر ایک ملین علیحدہ علیحدہ قیصر کے سامنے گذر کر
 شروع ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے میں جائزہ ختم ہوا قیصر نے فریج کی درستی اور شہتی کی تعریف کی اس کے
 بعد عربوں کا رسالہ آیا۔ دوسو عرب گھوڑوں پر سوار تھے۔ عربوں نے شہسواروں کے کرتب
 شنیر بازی۔ پٹہ اور بانک وغیرہ کے کہیل دکھائے۔ آدھے گھنٹے تک یہ کرتب ہو رہی۔
 کرتب فراغ پا کر قیصر ناظم پاشا گورنر شام کے مکان پر گئے۔ پچیس منٹ وہاں ٹہرے۔
 گورنر نے اپنے فرزند و سخو پیش کیا۔ شہنشاہ بہت محبت سے پیش آئے اور ہانسی کپ کر محبت
 قیصر وہاں اپنے جلوس کے ساتھ دھڑو شریف لگیں آدھے گھنٹے تک وہاں گئے و فریب منظر کی
 سیر کے بعد قیام گاہ پر واپس آئیں۔

وقت شب دمشق میں نیو نیپلٹی کا ڈنر

رات کو مجلس بلدیہ (مینیو نیپلٹی) نے ٹون ہال میں شہنشاہ کی دعوت کی۔

اس کو ٹھی کے دو درجے ہیں۔ دونوں درجوں میں نہایت بیش قیمت مشرقی قالین بچے ہوئے
 تمام دیواروں پر بڑے بڑے آئینے لگائے تھے۔ اور ان کے گرد سلیسیہ شالونے دیوار کو ڈھکیا
 مہمان تقریباً دو گھنٹے تک کہانے کی میز پر رہے۔ قیصر سے پہلے عرض کر دیا تھا کہ ایک نوجوان اہل علم
 سید محمد علی آفندی گویری عربی زبان میں اڈریس پیش کرینگے۔ وقت مقررہ پر علی آفندی
 نے اڈریس پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اڈریس منجانب اہل دمشق

مکتبی تعجب کی بات نہیں ہر اگر میرے دل میں خوف و ہراس پیدا ہو جائے اور میری زبان لڑکھرائے
 لگے جبکہ میں ایک بڑے عظیم الشان شہنشاہ اور ایک بڑے مشہور فرمانروا کے روبرو کھڑا ہوں کی
 سیرت زمین لرزتی ہے اور بڑے بڑے شہر یاروں کا سر جبکہ سامنے ٹھک جاتا ہے۔ وہ شہنشاہ کو

فضائل کا تمام شہرہ و نین غلط ہے۔ اور جبکہ اخلاق کلمہ ساری دنیا کو اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔
 وہ شہنشاہ جسکی سیاحت اور چوکت کی بدولت جس قوم نے کمال کے انتہائی مرتبے کو حاصل کر لیا۔
 اور وہ عجیب حیرت ناک ترقی پائی ہے جسکی مثال اقوام و امم کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اور جسنے یورپ اور
 اس تہذیبی ہی مدت میں ایسی وسعت حاصل کر لینے پر تحیر کر دیا ہے۔ اسے شہنشاہ و الامرتبت اشتہور
 شہر و مشق حضور والا کے اپنے قدم مینیت لزوم سے مشرف کرنے پر صدق دے دے درجا بہتر ہے تاکہ
 اس محبت و صداقت کا اظہار ہو جو حضور والا امرتبت اور ہمارے اعلیٰ حضرت سیدنا مولانا خلیفہ اعظم
 باہم ہو۔ اور اس محبت و دواد کے روابط کا استحکام ہو جو ان دونوں عظیم الشان قوموں میں ہین جسکی
 حضور والا کے ساتھ ساری عثمانی قوم یک ان طور پر محبت کرنے لگی۔ اور ان میں کر و رسلما انون کے
 دل حضور والا کی جانب مائل ہو گئے ہین جو مشرق و مغرب میں بستے ہین اور خلافت غلطی کے مبارک
 ایک مضبوط اور مستحکم مذہبی و روحانی تعلق رکھتے ہین۔ تمام مسلمان ہمیشہ کے لئے اس تشریف آوری
 کی یادگار میں مشکور دعا اور اس کے ساتھ ہی ان تائید و نئے جو حضور والا نے رعایاے معظمہ عثمانیہ کے
 واسطے کی ہین مع و ثنا کرنے رہینگے۔ اور اس موفر سیاحت کا ان دونوں قوموں کی تاریخ میں جو
 محبت باہم گہر و دوستانہ تعلق رکھتی ہین۔ ایک بہت بڑا اثر ہوگا۔ شہر و مشق حضور والا کے قیام سے
 آسمان فخر کرتا ہے اور یہ تشریف آوری اسکی آئندہ تاریخ کا ایک بہت بڑا اہم واقعہ ہوگی۔ میں اصراراً
 اپنی طرف سے اور نیابتاً اپنے تمام موطن و مشقیوں کی جانب سے حضور والا امرتبت کی خدمت میں کمال تعظیم و
 و احترام کا اظہار کرتا ہوں اور خدا سے عرض دل سے دست بردعا ہوں کہ وہ اپنی برکتوں کو حضور والا کی
 رعایا پر اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ جاری رکھے۔

اڈیس کا ترجمہ جرمنی میں سلطان یادر صادق بکنے کیا جسکو سنکر قیصر اور قیصرہ بہت خوش ہوئے
 کہانے کے بعد ہر قیصر نے صادق بک سے اس ترجمہ کو دوہرا دیا۔ اس کے بعد سلیم بک ایوب ثابت نے

تقریر کی۔ فرانسیسی زبان میں شروع کی اور عربی پر ختم ہوئی۔ اس تقریر کا ترجمہ بھی صادق بک نے
جرمنی زبان میں سنایا۔ سلطان المعظم کے نام پر دعائے ثنا کا چارہ نظرفے شہر بلند ہو جاتا تھا۔

قیصر نے اڈریس کا جواب اسطرح دیا۔

اسپیچ قیصر بمقام ٹون ہال دمشق

دو ہماری جو عزت و احترام اسجگہ اور دیگر مقامات میں ہماری سیاحت کرنا نہ میں کیا گیا ہے اور
خاصکر وہ پرچوں استقبال جو دمشق میں ہوا اسکی بابت میں اپنی طرف سے اور نیز قیصر کی طرف سے
تہ دل سے کمال شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ پر مختلف مراسم استقبال سے میرے دل پر جو گہرا اثر ہوا ہے
میں نے اسکی بیان سے قاصر ہوں خصوصاً جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اسوقت ایسے شہر میں موجود ہوں
جس میں کہیں وہ شخص رہ چکا ہو جو شجاعت اور بہادری میں اپنے عہد کے سب آدمیوں سے بزرگ اور ممتاز
اور شہادت و شہرت میں سب کا سر تاج تھا اور جس نے اپنے دشمنوں کو سچی مردانگی سے ہار لیا اور شہادت
میں بق سکا ہے وہ کون تھا؟ مشہور آفاق قہرمان۔ نامور سلطان و سپہ سالار صلاح الدین ایوبی تو
میرا دل روحانی خوشی اور مسرت پہ لانا نہیں سکتا۔ انہیں احساسات قلبی کے ساتھ میں سب سے اول
موقع کو غنیمت سمجھ کر جلالت آب سلطان عبدالحمید خان کی مہمان نوازی اور خاطر مدارات کا جسکی
خالص محبت کا مجھے فخر حاصل ہے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور یقین کامل یہ کہو کہ قیصر المانیہ سلطان
عبدالحمید خان اور میں کروڑ مسلمانوں کا جو دنیا کے مختلف حصوں میں پہلے ہوئے ہیں
مگر رشتہ خلافت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے سلطان المعظم سے وابستہ و مربوط ہیں دوست صادق
رہیں گے۔ میں اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان کا جام صحت پیتا ہوں گے

اس تقریر کے خاتمہ پر قیصر نے اڈریس پڑھنے والوں اور میزبانوں کا شکر یہ ادا کیا
اور قیام گاہ کو چلے گئے۔

۹ نومبر ۱۸۹۸ء عشق

صبح کے وقت قیصر اور قیصرہ صالحیہ کے خوشگوار میدان جبل قاسیون اور پھر عشق کے مشہور سات چٹموں کے داوی یا غوطہ عشق کی سیر کر گئے۔ وہاں سے پلٹ کر قیام گاہ میں کہا نا کہا یا۔ کہا نا کہا اکثر ترکی امرا اور افسر بھی حاضر تھے۔ اسی وقت ناظم پاشا نے نیون پلٹی بیرت کی طرف سے دسی سار کی بیش قیمت چیزیں اور قصبہ حادہ کی طرف سے نیا تبادہاں کے جینے ہوئے ریشمی کپڑے کے تہان بیش کے قیصر نے بڑی خوشی سے سب تحفے قبول کئے۔

بعد دوپہر قیصرہ گاڑی پر سوار ہو کر پٹرچول۔ درویشیہ۔ بازار حیدریہ۔ باب شرقی اور باب تواما کی سیر کیں اور پھر اسی راہ سے مراجعت فرما کر قیام گاہ میں آئیں۔ پھر دونوں سوار ہو کر صالحیہ کے منظر و منوڈیکھنے چلے گئے اور عشا کے قریب واپس آئے۔

عشق میں بہت خال تہ کا واقعہ

قیصر نے ایک کم سن لڑکی کے ہاتھوں میں منہدی رچی دیکھ کر بہت تعجب کیا اور سفید رومال سے اس کے ہاتھ کو رگڑا مگر وہ رنگ کب چوٹ سکتا تھا۔ لڑکی کو دو پونڈ ویکر چل دیں۔

۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء عشق سوراں کی

روانگی سے پہلے اکثر اراکین اور معززین کو تحفے عنایت کئے۔ دو لکھو ناظم پاشا نے اپنی طرف سے ایک مرصع بیش قیمت قالین خاص عشق کا بنا ہوا نذر کیا اس میں موتی مکے ہوئے تھے۔ حادہ گورنر سنہری کام کی عبا صدی اور دستار بند پیش کیا۔ قیصر نے ان ہتھ کیا کو قبول فرما کر اسی وقت پہن لیا ناظم پاشا کو نشان اور گورنر حادہ کو مرصع چوغہ مرحمت ہوا۔ محمد علی آفندی اور یس بیش کرنیوا کے قیصر نے دو سو پونڈ نقد اور قیصر نے الماس کی انگوٹھی عطا کی۔ اسکے علاوہ قیصر نے جرجی آفندی موسیٰ مسروق اور حبیب آفندی کو الماس کے زیور عنایت کئے۔ سظام پاشا نے ایک خاص عربی صیل

گھوڑا نڈر کیا۔ قیصرہ نے انہیں مرصع قیمتی زیور عطا فرمایا۔ حتیٰ پاشا کا ہڈنگ افواج متیم دمشق کو قیصر نے اپنی ایک بڑی تصویر عنایت کی اور دوسرے فوجی افسر و کھنٹے وغیرہ دیے۔

آج صبح دمشق سے قیصر کی روانگی مقرر ہو چکی تھی۔ صبح ہوتے ہوئے تے ہر طرف انتظام ہو گیا۔ اور کل ستر کین انود سے بھر گئیں۔ موسم نے اس لطف کو دوبا لاکر دیا تھا۔ ناظم پاشا۔ حتیٰ پاشا اور دوسرے بڑے عہدہ دار علی الصباح ہسپتال میں معلقہ زحلہ چلے گئے تھے تاکہ وہاں استقبال کا انتظام کریں۔ نوبے شہنشاہ جلوس کے ساتھ اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ فوجی لباس میں گھوڑے پر سوار تھے۔ سر پر نہایت عمدہ شیشہ دمشق کی بنی ہوئی کوفیہ تھی اور کوفیہ پر کارچوبی عقاب تھا (بدوی طریق کی سر کی ہشاک) ساڑھے نو بجے ریل میں سوار ہوا اور دمشق کی بارکونے سلامی ہونے لگی۔

معلقہ زحلہ میں ورود

بارہ بجے ٹرین معلقہ میں داخل ہوئی۔ عہدہ داران سلطان نے استقبال کیا۔ ٹرین سے اترتے ہی شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کے سامنے بارہ عیسائی لیڈیان کھڑی ہو گئیں۔ سفید لباس پہنے تین ادھر سے کمر بند میں جرمین نشان کے رنگ نمایاں تھے۔ سبک ہاتھوں میں گلدستے تھے۔ بعض نے گلدستے اور بعض نے اپنے کندید پیش کئے۔ میڈم اکھنڈر آفندی بطور صدارت کے تہین آئے ایک عمدہ گلدستہ پیش کیا جس میں بنفشے کے غنچوں نے شہنشاہ کا نام نمایاں کیا تھا۔ اس کے بعد قیصر نے ٹرین کی طرف منہ کر کے پانچ منٹ تک وزیر خارجہ سے گفتگو کی۔ وزیر نے پاکٹ میں قیصر کے بتائے ہوئے چند تاروں کا مضمون لکھا۔ اور مصوروں نے اس تمام جلسہ کا فوٹو لیا۔ پلیٹ فارم سے کہانے کے ٹیمپن میں آئے اور کہا نا کہا کر دو بجے تک وہیں آرام کیا۔

دن کے دو بجے قیصر جلوس کو روانہ ہوئے۔ سفری جلوس ساتھ تھا۔ ہرل ہی عربین مشرقی طرز کے مطابق سائنڈ نیوٹر حملوں میں سوار تھیں۔

۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء بعلبک میں ووقیصر

شام کے قریب قیصر بعلبک میں داخل ہوئے۔ اور فوراً بعلبک کے قدیمی تاریخی قلعہ کو قیصر اور قیصرہ شریف لیکئے۔ قرائت کے اعتبار سے یہ قلعہ بھی اہرام مصری کا ساتھی ہے۔ تھوڑی دیر تک قلعہ کے آثار کو ملاحظہ فرما کر کپ میں چلے آئے۔

شاہی کپ خاص بعل کے مندر میں تھا جس نے شب کو خمیون میں آرام کیا۔ بعلبک کے دیرانوں میں بہت اعلیٰ درجے کے استقامت روشنی ہوئی تھی۔ سورج روشنی سے تمام منظر گویا مسح کا کارخانہ نظر آتا تھا۔

ابھی پورے طور سے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ قیصرہ سوار ہو کر دنیا کی قدیم یادگار قلعہ بعلبک کی سیر کو شریف لیکئیں۔ پڑانے کھنڈر اور پھولوں کی سیر کی۔ جب آفتاب کی کرنیں ان عمارتوں پر بھی چکنے لگیں کچھی زمانہ میں دنیا کے سب مشہور مقام اور چل پہل کے لئے ضرب المثل تہین گراب بالکل سناں اچھا منظر کھڑی ہیں تو شہنشاہ بیگم نے بعض مقامات کو فوٹو لیتے۔ تھوڑی دیر کے بعد قیصرہ بھی قیصرہ سے آئے۔

اور اب دونوں ملکر سیر کرنے لگے۔ اشارہ سیر میں کرنل صادق بے ایڈیکاگ سلطان نے قیصر کی خدمت میں بعلبک کی تاریخ مصنف کی طرف سے پیش کی۔ یہ تاریخ مشہور ادیب میخائیل آفندی نے جرمنی زبان میں لکھی ہے۔ اس کتاب کی نذر پر قیصر نے لارڈ چمبرلین کے ذریعہ سے شکریہ ادا کیا۔

مقامات قدیمہ کی سیر کے بعد اس مقام پر کچھ جہان اس سیاحت کی یادگار میں ایک ستون سلطان کی طرف سے بنایا گیا ہے اور اس کا افتتاح خاص قیصر کر بات سے قرار پایا ہے۔ یہ یادگار ایک سنگ کا ستون سنگ سماق کے پایہ پر نصب ہے۔ چہرہ بلند اور تین گز عرض ہے۔ ایک طرف طغراء سلطانی کھنڈہ ہے۔ اور دوسری طرف جرمنی نشان نہایت خوشنما رنگوں سے بنایا ہے۔ اور دونوں طرف طغراء اور نشان کو نیچے ترکی اور جرمنی میں یہ مضمون لکھا ہے۔

دو کیم ثانی قیصر جرمن و شاہ پروشیا اور انکی بیگم اسٹاؤٹنبرگ کی ملاقات کی یادگار میں جو انہوں نے

۱۶۳۸ھ (۱۸۲۹ء) میں اپنے محبوب مخلص سلطان غازی عبد الحمید کی اور جو دونوں سلطنتوں کی محبت راستہ کی دلیل ہیں ہے یہ علامت فاضلہ بنائی گئی۔

جب قیصر ستون کو پاس پہنچے اسوقت یادگار پر گلابی رنگ کا نفیس شیشی پردہ اٹھا ہوا تھا اور کس کے اوپر عثمانی اور جرمنی نشان کا پیریا اڑ رہا تھا۔ ناظم پاشا اور فوجی افسروں نے ہتھیار کیا اور ناظم پاشا نے آگے بڑھ کر یہ اسپیج بھی۔

اسپیج ناظم پاشا بروقت افتتاح یادگار سیاحت بمقابلہ

دہ یہ یادگار جبکہ افتتاح حضور عالی اسوقت فرما رہے ہیں جب فرمان واجب الاذعان حضرت لہجست سیدنا مولانا سلطان المعظم قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اس سیاحت کی یاد ہمیشہ باقی رہے جس پر تمام عثمانی رعایا کا گہرا تعلق اور انکی سچی محبت انکے محبوب سیدنا مولانا سلطان المعظم کے حلیف جلیل الشہرت دوست کے ساتھ حضور والا نے مستحکم طریقے سے ملاحظہ فرمائی۔

اسکے جواب میں قیصر نے ناظم پاشا سے مخاطب ہو کر سلطانی نوازشات کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا۔
”راہل حضرت دوستی و محبت کے اظہار کی کوئی بات اٹھا نہیں کہی جسکی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ محبت صداقت کا کوئی راستہ ایسا باقی نہ رہا جس میں اعلیٰ حضرت نہ چلے ہوں۔“

اسکے بعد یادگار سے پردہ اٹھایا گیا۔ اور قیصر نے تعظیماً ہاتھ اٹھایا اور سب حاضرین نے تقلید کی۔ پہلے یہ یادگار قلعہ کے دروازہ کے پاس بنائی جانی تجویز ہوئی تھی۔ مگر قیصر نے یہ مناسب سمجھا کہ یہیل شتری کے ان تاریخی ستونوں کو سامنے یادگار بننے جنکی شہرت تاریخ معنفون پر ہمیشہ سے قائم ہے۔ رسم افتتاح کے بعد قیصر مع کل عہدہ داروں کے یہیل شتری میں داخل ہوئے اور جہاں یادگار کہی جائے گی اس مقام پر شہری کدال سے تین ضربیں لگائیں اور اس طرح اسکا بنیادی پتھر کہی جانے کی رسم ادا ہوئی۔ اور قیصر نے یادگار کی حفاظت کی بابت ناظم پاشا کو بہت تاکید کی۔ وہاں سے قلعہ میں جا کر یہیل شہرہ۔ یہیل شتری اور

فینشین کی تین تین تہروں کی دیوار وغیرہ کی سیر کی۔ یہاں سے پہر گاڑیوں میں سوار ہو کر وٹکے گیا رہ بجے کے قریب معلقہ زحلہ میں واپس آگئے۔ معلقہ زحلہ میں کہا نا کہا کہ اسپیشل ٹرین کے ذریعہ سے بیروت کے روانہ ہوئے۔ راہ میں نعوم پاشا اور انکی بی بی قیصر عالیہ کے اسپیشل پر اپنے سیلون میں ملے قیصر نے نعوم پاشا کی بیوی کو ایک طلائی بازو بند عطا کیا اور قیصر کی تصویر پر بازو بند اپنے ہاتھ سے پہنائی وقت قیصر نے کہا۔

دو مجھے اُمید ہے کہ میرا لڑکا تمہاری بہو کو آئندہ زمانے میں اس قسم کی یادگار عطا کرے گا۔ اور وعدہ کیا کہ غفریب اپنی اور قیصر کی تصویر تمہیں بھیجوں گی۔ بیس منٹ ٹرین عالیہ میں ٹہر کر روانہ ہوئی۔

۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء بیروت کا واپس آنا اور وطن کو روٹنگی

آج شام کے چہ بجے بیروت میں اسپیشل ہینچا کل ترکی افسر اور کانسل فل ڈریس میں موجود تھے اور روشنی کی کثرت سے دن ہو گیا تھا۔ ٹرین سے اتر کر قیصر گھوڑے پر اور قیصر گھڑی میں سوار ہوئے۔ فوج و درویش خطبہ کہہ رہی تھی۔ بہیر کی یہ کثرت تھی کہ شکل سواری آگے بڑھتی تھی۔ اس شان و شوکت بندرگاہ میں جا کر شاہی جہاز میں زورلن پر سوار ہوئے۔ اور رات کو جہاز ہی پر آرام کیا۔

۱۲ نومبر کو طلوع آفتاب پہلے جبیں دن عثمانی جہان رکہر اپنی دارالسلطنت کو براہ مالٹا روانہ ہوئے۔

تقریظ لطیف فاضل اجل عالم بے بدل اریکہ آراے مملکت معانی
 حکمران ہفت اقلیم خندانی حضرت ملا سید امجد علی صابا شہری دام اللہ تعالیٰ علیہم
 شاہنشاہ جہن کے سفر ترکی پر

یہودی

لفظ کھن و معنی نو در ورق من

گوئی کہ جہان ست بہارست جہان

آج بحکرام پورین جناب افسر حکما و حکیم محمد اجل خان صاحب ہوی طبیب خاص حضور فرامرد اکرام پور
 دام اقبالہ کے درانیک روم میں ان اوراق کے دیکھنے کی عزت حاصل ہوئی۔

ان اوراق میں وہ تمام حالات مندرج ہیں جو اعلیٰ حضرت امیر اطراف قیصر ولیم شاہنشاہ جہن کے سفر بیت المقدس اور
 مقامات ترکی میں گزرنے اور اعلیٰ حضرت سلطان محمد عبدالحمید خان خلد اللہ ملا کی ملاقاتوں اور مختلف جلسوں
 علانیہ طور سے پیش آئے جبکہ اخبارات عربی اور انگریزی اور ترکی سے ترجمہ کر کے میرے لائین اور عالیخان

دوست منشی احمد علی خان صاحب شوق رامپوری نے کتابی شکل میں مدون کیا ہے

این نامہ کہ خامہ کردنیاد توقع قبول زوریش باد

یہ رسالہ دیکھنے میں لڑچر کا ایک معمولی لمبپ ہو لیکن اس لمبپ کے اندر تاریخ اور بالٹیکس کی دور روشن بینا
 ملکہ ایک نئی روشنی کی جگہ کاٹ پیدا کرتی ہیں۔ دوشاہان یورپ گرگاہ و چشمہ تادورایک
 وودوطی قدس دریک نفس و آواز پیدا است انیک جس بہ یک دج و گوہر شاہوار بہ یک بیج نفس و قمر آشکار
 مسیح و محمد بہ سجادہ کلیسا و عسبد یک جاوہ

ہو چکی تھی تو وہ آپس کے غم و فساد سے باز رہے۔ چنانچہ یہ بات نہایت غور سے دیکھنے کی ہے
 کہ شاہنشاہ جرمن نے بیت المقدس میں دو نوذہب کے گرجاؤں کے بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھے
 اب اس بات پر غور کرنا کہ عیسائی بادشاہوں کو اپنے خانہ خدا سے محترم رکھ چکی اور مسلمان فرارزوا
 بیت اللہ کیساتھ کیسی عقیدت ہے تو آپ کو علانیہ طور پر عیسائی بادشاہوں اور شاہنشاہوں کا بیت المقدس
 جانا نا اہل ہند کہ وہ سلطان کی عہداری میں ہی کھیلے طور سے نظر آئے گا اور اس کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت
 یا حضرت شاہ کجکلاہ ایران یا حضرت امیر کابل میت اللہ کا طواف کرنے سے نظر نہ آئیں گے۔

اب میں یہ کہنا نا چاہتا ہوں کہ شاہنشاہ جرمن اور اعلیٰ حضرت سلطان ترکی کے تعلقات کو ہندوستان
 سے کس قدر وابستگی ہو۔ پہلے میں جرمن کو دیکھتا ہوں۔ ہندوستان میں بڑے موثرات کیساتھ جرمن
 تعلقات کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے فرار یا سونے کی دھاتوں میں دوسری دھات شریک ہو۔

جرمن شاہنشاہ جرمن کا ملک ہماری قیصر و ہندوستان کی طرح وسیع نہیں اور نہ وہ اتنی رعایا کو تحت تسلط
 جس میں غلہ مٹھندی اور بہادی میں بنگلہ خورشید کے کھپا یا نہیں جاتا اور جرمن کے پوشیل خیالات بھی ایک وسیع تہذیب
 سے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک جرمن تجارت ہندوستان میں ایک غیر متوقع ترقی پیدا کر رہی ہے کوئی شہر

نہ کہ انہماں جرمن سلوک کر نام سے لوگ واقف نہ ہوں اور چند سالوں سے جرمنی کا رخانات کی تہجی جاتو
 اور اس سے ہی دوسرا باب اور کھلے تمام شہروں میں پھیل جاتے ہیں اور فی الحال جرمنی زبور اس کے ہندو کی
 تہذیب اور روحانیت ستور کے دونوں ایک خاص کچھ پیدا کی ہے جرمن گھڑیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ ان کے

کھڑیاں جرمن کے معنی میں بننے ہندوستان کی کاشت نیل پر درختا غیر متوقع اثر ڈال رہی ہیں جس سے جرمنی ہندو
 کی کھڑیاں ہندو ترقی ہو رہی ہے اور یہ دو موثرات ہیں جو عام طور سے بلا لحاظ کسی قوم اور مذہب کے ملک میں
 پیدا کرتی ہیں۔ اور گورنمنٹ انڈیا بوجہ دوستانہ تعلقات جرمن کے جرمن کے فائدہ دن کو روکنا یا عام

آبادی میں دخل دینا نہیں چاہتی۔

ابان کو مقابل میں اعلیٰ حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کے موثرات کو دیکھنا چاہئے جسین کئی قسم کے اثر ہیں ایک وہ جو سلطانی حدود مثل جدہ - عدن - مصر ایشیا گوچک وغیرہ کو قوت سے ہندوستان تک سرحدی مقامات پر پڑے یا پڑ سکتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دوسری سلطانی سلطنتوں کی قربت سے سلطان کا ایک اعلیٰ مذہبی اثر اپنے موثر ہونے موقع سے سکتا ہو تیسرے وہ موثرات جو من حیث مذہب کے سلطان سے متعلق یا بوجہ علمداری سلطان کو اثر پہنچانے کے باعث ہیں۔

اعلیٰ حضرت خود کو تمام رکنوں میں کے سلطانوں کا مذہبی پیشوا اور پیغمبر اسلام کا خلیفہ جانتے ہیں اور شاہنشاہ جبروت بھی اپنی پیچ و پیش میں سلطان کو دنیا کو تیس کر دے سلطانوں کا پیشوا تسلیم کر کر اپنی پرچشس محبت اور ان کے لئے والی دوستی کا اظہار کیا ہو۔ لیکن ہندوستان کو سلطانوں کو ایسی دلخوش کن باتوں سے کسی عملی جہد و کوشش سے یقین نہ ہونا چاہئے اور نہ شاہنشاہ جبروت کی زبان سے اعلیٰ حضرت سلطان کو کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہندوستان کو سلطانوں میں اعلیٰ حضرت سلطان کا نام نامی صرف ایک لازمی تعظیم سے لیا جاتا ہے جسکی بڑی وجہ اخلاقی اسلامی کے نیچرل جذبات ہیں۔ باقی کوئی پولیٹیکل تعلق نہیں چنانچہ انریبل سرسید احمد خان صاحب نے اپنی کسی آرٹیکل میں اسکی تفصیل کی جو اور العجائب نواب محسن الملک مولوی سید محمد علی خان صاحب کے ہاتھ سے دوسرے سرسید احمد خان صاحب نے اپنا قومی لیدر تسلیم کیا ہے۔ اپنی بہی - پونا - علی گڑھ پنجاب رام پور وغیرہ کی اسپیچ میں علم سلطان کو جو اس دشمن کی کہ طرف متوجہ کیا ہو جو وہ اپنی دشمن خیالی ہو اسکی تو کمال مطلب کو سمجھنے والے ہیں۔

ایرا خیال ہے کہ سلطان محمد عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ نے اپنی مدبرانہ پالیسی سے روس اور ایران اور کابل اپنی اثر کو مناسب صورت میں ترقی دی ہے۔ اور شاہنشاہ جبروت کی نئی دوستی اسپرستراؤ ہے کیونکہ ان دونوں کی سلطنت علیہ عثمانیہ کو اندرونی حصہ سلطنت کے لئے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوا۔ اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ کو عام طور پر ایک اعلیٰ درجہ کا پوٹین اور نہایت عالی مرتبت قتل مزاج اور بلند خیال اور عقلمند سلطان چاہتا ہے اور ہر زبان کی تصنیفات اور اخبارات سے انکی تعریف کا ثبوت لیتا ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ باوصف ہستی

اعلیٰ قابلیتوں کے سلطان علی عثمانیہ کو نقصانات کی برداشت کرنا ہوئے۔
میرے نزدیک اعلیٰ حضرت سلطان کی نہایت مشہور فرماست اور محدود سیاست ہی طاعت علیہ تعالیٰ
باعث ہوتی اور قریب ہر ایسا شخص جو بیعت کی زیر دست طاقت اور سلطان کی نہایت اعلیٰ درجہ
ہو شہسار ہو کہ متفقہ و مشفق سلطان کے ارادہ و نہیں مراعت نہ کیا اظہار کیا اور متفقہ طور سے اس کو نقصان
کی راہیں نکال گئیں پس میں نے یہ بھی کہو گھا کہ سلطان کی زیادہ تعریف و عقیدہ ہی بعض غیر متوقع فضا
کا باعث ہوئی۔ نے روشنی صبح تو بریں باس شدی

اگر سلطان معمولی خیال کے حکمران ہوتے تو شاید ایسی متفقہ کارروائیوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ میرے نزدیک
بجائے اسکے کہ ہندوستان کو سلطان صرف شاہشاہ جرن کی دوستی پر خوش ہوں ان کو پریشان
افلا سخی سے غور کرنے کے بعد اس بات کو آواز دے کہ نامناسب ہو گا کہ علیہ حضرت کا مصلحت کو میں نے غور
وام سلطانہ تیرا تیسرے ہندوستان و انگلستان اور اعلیٰ حضرت سلطان محمد عبدالحمید خان غلام احمد ملکہ
سلطانہ یارین کیسے کہ آیا میں کہ رٹ برٹین اور سلطنت علیہ عثمانیہ کی سچی محبت اور سچے اخلاص میں تھی
اور دونوں سلطنتیں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھا سکتے تھے یا نہیں کیونکہ سلطان کی آبادی کا بہت بڑا حصہ
سلطان اور بریں دونوں سلطنتوں کے مسلمانوں سے زیادہ برٹش گورنمنٹ کو زیر سایہ ہر طرف ہزاروں
میل میں پھیلا ہوا اسلئے اگر خدا کو فی اسی صورت کہ کہ شاہشاہ جرن اور اعلیٰ حضرت سلطان کی دوستی
کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی نہایت ضروری اور قابل قدر دوستی ہی شریک ہو جائے تو یہ بہ اتفاق
تمام راج مسکین کے لئے کافی ہو سکتا ہو اور برٹش گورنمنٹ کی دوستی اعلیٰ حضرت سلطان کو اور سلطان
دوستی برٹش گورنمنٹ کو طرح طرح کے فائدے پہنچا سکتی ہے۔

راقم
سید احمد علی شہری

اطلاع عام

Checked
1887

اس کتاب کے تمام حقوق محفوظ ہیں کوئی صاحب قصداً طبع و نفاذ میں
فہرست کتب موجودہ مطبع احمدی ریٹائر ہو

معارف لدنیہ تصنیف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ تصوف کی
اجاب کتاب ہے۔ آج تک کبھی طبع نہیں ہوئی۔ قیمت فیض عام مد نظر رکھ کر صرف چار آنہ کی ہو ۱۲
سبع سیارہ ایضاً الطریقہ تصنیف جناب حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہ
تقدیم طریقہ نقشبندیہ میں یہ پیش کتاب ہے۔ اور حضرت کرساتون رسالے کجاہ میں قیمت صرف ۵
اکبر مع شرح غرب البحر خاندان نقشبندیہ مجددی کی سنی مع ترجمہ اردو و ترکیب و قسم کہ ہر کتاب کا دو طبعی نام ۲
وصال احمدی مع ارتحال مجددی حضرت مجدد ضیاء اللہ غنیہ کو ایام مرض سے دفن تک کے حالات
مع خرافات عادات و کرامات نہایت تفصیل سے حضرت کے ایک خلیفہ فرما ہے۔ ایک نام میں فارسی اور دوسرے میں اردو ۴
تواحد فارسی آج تک تو اھد فارسی میں ایسی کوئی کتاب طبع نہیں ہوئی۔ اہل زبان کی عطیہ
ہی طشت از بام برگین۔

قیمت ۸